مذہبِ اہلسنّت کا ترجمان یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

مسلک اعلیحضرت

ہمارے بزرگوں کا پسندیدہ نعرہ ہے
اس سے مخالفت یا اس سے
نفرت شیطانی وسوسے سے کم نہیں۔

حضور امین شریعت

سہ ماہی

امینِ شریعت

بریلی شریف

مئی تا جولائی 2017

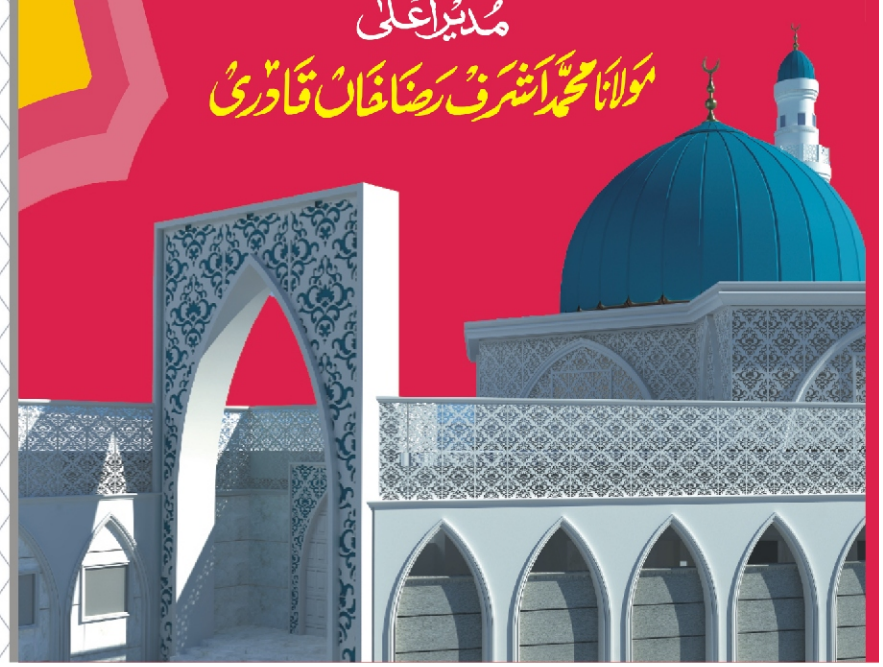
مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری

- ★ تری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے
- ★ طاہر القادری کی عملی زندگی اور سیرت رسول
- ★ ثنائے غوث وخواجہ بزبان امام احمد رضا

مجاہد سنیت حضرت علامہ سید

محمد حسینی میاں اشرفی سے ایک ملاقات

تصوف کے نام پر ایسے ایسے یاران تصوف ابھر کر سامنے آئے ہیں جنہیں تصوف کیا ہے اس کی خبر نہیں صرف نام سن رکھا ہے وہ اس سے واقف نہیں. ایسے لوگوں کی تصوف کے نام پر ہنگامہ آرائی، شور وشغف گمراہیت و بد دینیت کو فروغ دینے کے علاوہ کچھ نہیں. ہم دیکھ رہے ہیں کہ تصوف کے نام پر گمراہیت اور صلح کلیت پھیلائی جا رہی ہے. گمراہ و مرتد فرقے جیسے غیر مقلد وہابی، مقلد وہابی، دیوبندی، نیچری، تبلیغی جماعت , بنام جماعت اسلامی اور دیگر فرق باطلہ کو تصوف جدید کے نام فروغ دینا ہے. یقینی بات ہے ایسے تصوف دلدادہ لوگوں کے لئے جائے پناہ طاہر منہاجی ابن تیمیہ وابن قیم جیسے لوگ ہی ملیں گے. ان کی جائے پناہ وہی لوگ ہوں گے جن کو علماء اہل سنت نے گمراہ وگمراہ گر قرار دے دیا ہے. اور یہی اہل تصوف جو گمراہیت پر قائم ہیں ان گمراہ و مرتد فرقوں کی خوب تعریف وتوصیف کرتے ہیں اور یہی علم وعرفان سے بے بہرہ میڈیا والے اور دیگر ذرائع سے اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ پر تنقید کر کے ماحول کو پراگندہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں........"



حسن ترتیب

نعت پاک

استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جس کو
اللہ نے اپنے ہی لئے خاص کیا ہو

مٹی نہ ہو برباد پس مرگ الٰہی
جب خاک اڑے میری مدینے کی ہوا ہو

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو!

قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبیں پر
جو ان کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تلا ہے!
کچھ کام نہیں اس سے برا ہو کہ بھلا ہو

سو جاں سے گنہگار کا ہو رخت عمل چاک
پردہ نہ کھلے گر ترے دامن سے بندھا ہو

ابرار نکوکار خدا کے ہیں خدا کے!
ان کا ہے وہ ان کا ہے جو بد ہو جو برا ہو

اے نفس انہیں رنج دیا اپنی بدی سے
کیا قہر کیا تو نے ارے تیرا برا ہو!

اللہ یوں ہی عمر گذر جائے گدا کی !
سر خم ہو در پاک پر اور ہاتھ اٹھا ہو

شاباش حسنؔ اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کر آئینۂ ایماں کی جلا ہو

منقبت

مناقب بشان حضور امین شریعت

محبوب گوہر اسلام پوری

لغت علم و ہنر حضرت سبطین رضا
معنیٔ فکر و نظر حضرت سبطین رضا

فہم و ادراک کے تیشہ سے جہالت کا محل
کر گئے زیر و زبر حضرت سبطین رضا

ظلمت شب میں اجالے کا پتہ دیتا ہے
آپ کا راہ گذر حضرت سبطین رضا

با ادب ہو کے سبھی نام لیا کرتے ہیں
ہے یہ خدمت کا اثر حضرت سبطین رضا

اہل سنت کے اکابر کے ہمیشہ سے رہے
آپ منظور نظر حضرت سبطین رضا

کر گئے سنت سرکار کا مظہر بن کر
زندگی اپنی بسر حضرت سبطین رضا

آپ نے گلشن مسلک کی شجرکاری میں
کوئی چھوڑی نہ کسر حضرت سبطین رضا

مشکلوں سے انہیں گھبرانا نہیں آتا تھا
ایسا رکھتے تھے جگر حضرت سبطین رضا

پرتو مفتیٔ اعظم ہی سبھی کہتے تھے
گھر سے جاتے تھے جدھر حضرت سبطین رضا

پھول کھلتے ہیں تصوف کے جہاں اے گوہرؔ
ہیں وہ روحانی شجر حضرت سبطین رضا

حضرت قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیت شریف

سبطینؔ رضا مفتیِ اعظم کی رضا ہے
سبطین رضا مفتیِ اعظم کی ادا ہے

جو مفتیِ اعظم کی شباہت بخدا ہے
سبطین تو ہم شکلِ شہِ ابن رضا ہے

صدر العرفاء رونق بزم علماء بھی
سبطین رضا حضرتِ سبطین رضا ہے

شہزادۂ استاذِ زمن حضرتِ حسنین
شہزادۂ حسنین تو سبطین رضا ہے

علامہ حسن حضرتِ سبطین کے دادا
بابا شہِ سبطین کا سرکار رضا ہے

ہیں ہند کے وہ مفتیِ اعظم میرے مرشد
استاذِ زمن مرشدِ برحق کا چچا ہے

استاذ زمن شاہ رضا مفتیِ اعظم
تاج الشعراء حامد حسنین رضا ہے

اولادِ رضا شاعری میں ماہرِ کامل
ریحان بھی اختر بھی ہے سبطین رضا ہے

فرمائشِ اشرف پہ اے قاری امانت
برجستہ رقم مدحتِ سبطینؔ رضا ہے

اداریہ

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

تیری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے

آہ رے دنیا! تو بھی کتنی ظالم اور بے رحم ہے، سنگ دل اور کٹھور ہے کہ باپ سے بیٹے کو، بھائی سے بہن کو، ماں سے لخت جگر کو، بیوی سے شوہر کو، کسی سے بیٹی کو، کسی سے ماں کو، کسی سے باپ کو، کسی سے غمخوار کو چھین لیتی ہے، کوئی روتا ہے روتا رہے، کوئی آہیں بھرتا ہے بھرتا رہے، کوئی تڑپتا ہے تڑپتا رہے، تجھے کسی کی پرواہ نہیں، اتنی مہلت دیتی کہ گلے لگا کر جی بھر کے رو لیتا، آنسوؤں کے دریا بہا لیتا، اتنی بھی مہلت نہیں دیتی، لیکن کوئی کرے بھی تو کیا کرے سب تیرے آگے مجبور و بے بس نظر آتے ہیں۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

موت ایک ایسی چیز ہے جس سے ہر ایک کو ہمکنار ہونا ہے، موت ایک ایسا راستہ ہے جہاں سے ہر ایک کو گزرنا ہے، موت ایک ایسی سواری ہے جس پر ہر ایک کو سوار ہونا ہے، موت ایک ایسا مشروب ہے جسے ہر ایک کو پینا ہے، فرمان الٰہی ہے: **کل نفس ذائقة الموت** ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، دراصل روح انسانی کی حیثیت ایک مسافر کی ہے، صلب پدر، شکم مادر، دنیا، برزخ اور حشر راہ سفر ہے۔ جنت و دوزخ اصل ٹھکانہ ہے، جسم انسانی کی حقیقت سواری کی ہے اور سواری کی تبدیلی کا نام موت ہے۔ مسافر اور سواری کے وقتیہ اتحاد کو حیات مستعار اور حیات فانی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد کو باقی کہا جاتا ہے، چوں کہ حشر کے بعد جو لباس یا سواری دی جائے گی اس کے بعد کوئی تبدیلی اصل میں نہیں آئے گی، کیوں کہ سفر ختم ہے اب تبدیلی کا مطلب بے سود ہے، البتہ آنے جانے میں ایک بین فرق یہ ہے کہ آنے میں باپ کا صلب، ماں کا شکم و رحم اور دنیا ہوتی ہے، اور جانے میں دنیا، برزخ اور حشر کا راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔

آمد و رفت کے سارے مرحلے اور ساری تبدیلیوں کا نام فنا ہے جس پر قرآن کی یہ آیت ناطق ہے: ''**کل من علیھا فان**'' ہر چیز فانی ہے، آمد و رفت اور جائے مستقر کا اظہار کامل طور پر آیت کریمہ ''**انا للہ و انا الیہ راجعون**'' سے ہو جاتا ہے، کہ جس کے ذریعے یہ پیغام سرمدی ملتا ہے کہ جو آیا ہے اس کو جانا بھی ہے، اس آیت نے واضح کر دیا کہ اللہ کی جانب سے آئے ہیں اور اسی کی جانب پلٹ جانا ہے، درحقیقت وہی انسان کا اپنا گھر ہے جس کی ترجمانی شاعر نے یوں کی ہے:

عشق احمد میں مرنا ہے مر جائیں گے

ان کی الفت لئے ہم گذر جائیں گے
یہ نہ پوچھو کہ مر کر کہاں جائیں گے
گھر ہے فردوس میں اپنے گھر جائیں گے

آنے جانے کے راستے کا بھی ذکر قرآن واحادیث میں موجود ہے، ماں کے پیٹ سے سفر کی ابتدا ہے اور قبر وآخرت پر سفر کی انتہا ''یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالا کثیرا'' سے راہ آمد کا پتہ ملتا ہے اور'' منھا خلقنا کم و فیھا نعید کم و منھا نخرجکم تارۃ اخریٰ'' سے جانے کے راستے سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور اس بات کا بھی انکشاف ہوجاتا ہے کہ جو یہاں آیا ہے اس کو یہاں سے جانا ہے۔ جہاں سے آیا ہے وہیں جانا ہے، راستہ ہر ایک کے لئے متعین ہے، آنے جانے کے راستے اور سواریوں میں کامل یکسانیت ہے یہ امر تو مسلم ہے اور یہ مشاہدہ بھی ہے کہ جو آیا ہے وہ جائے گا، آنے کو حیات اور جانے کو موت سے بھی تعبیر کرتے ہیں اس لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج تمہاری کل ہماری باری ہے

آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے اور متعینہ مدت تک جاری رہے گا، کتنے آئے چلے گئے اور کتنے آئیں گے چلے جائیں گے، جانے والوں میں بہت سارے ایسے ہیں جن کا نام ونشان تک باقی نہیں ہے، موت تو سب (9) لئے واقع ہوگی لیکن قابل رشک موت وہ ہے جس کے غم میں ایک عالم آنسوؤں سے اپنے رخسار تر کردے، قابل مبارک باد موت وہ ہے جس پر ہزاروں ہاتھ اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں اس کی مغفرت ونجات کے لئے اٹھے ہوئے دکھائی دیں، قابل صد احترام موت وہ ہے جس پر زمین وآسمان کی آنکھیں اشک باریاں کریں، لوگوں کے چہروں پر غموں کے وہ آثار نمایاں ہوں جیسے بیٹے، باپ، بھائی، بہن اور احباب واقربا کے انتقال پر ہوتے ہیں۔ انہیں مبارک ومسعود ناموں میں ایک نام داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد شعیب رضا صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے، شاید جن کی زبان فیض ترجمان پر یہ شعر رہا ہوگا کہ

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ بروز اتوار تقریبا ایک بجے اطلاع ملی کہ داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شعیب رضا صاحب نعیمی کا بارہ بجے انتقال پر ملال ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اس خبر جانکاہ نے گہرے رنج وغم میں مبتلا کردیا، قدم تلے زمین سرک گئی، آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا صرف ہماری یہ کیفیت نہ تھی بلکہ جہاں جہاں رابطہ کیا بالخصوص نوجوان علما اور فقہا کو روتا ہوا پایا اور ہر ایک کو برجستہ یہ کہتے ہوئے پایا کہ غمخوار ملت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت ہم لوگوں کو یتیم کر کے چلے گئے، ہم لوگ آج ایک بہترین مصلح، نیک سیرت قائد سے محروم ہو گئے، ان کے سانحۂ ارتحال پر عالم اسلام ہی نہیں زمین وآسمان کی آنکھیں بھی اشک بار ہوں گی، ملائے اعلیٰ میں آپ کے وصال کی دھوم مچی ہوگی۔

اداریہ

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب وطاہر گیا

ترمذی شریف میں ہے کہ کیا آسمان وزمین مومن کی موت پر روتے ہیں، امام مجاہد فرماتے ہیں ''زمین کیوں نہ روئے اس بندے پر جو زمین کو رکوع وسجود سے آباد رکھتا تھا اور آسمان کیوں نہ روئے اس بندے پر جس کی تسبیح وتہلیل آسمان میں پہونچتی تھی'' یہ تو عام مومنین کے بارے میں ارشاد ہے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ تو علوم وفنون کے جامع تھے، نوجوان علما وفقہا کے مرجع تھے، علم دوست اور علما نواز تھے، دینی ترویج و اشاعت، علمی مباحثہ و مذاکرہ اور تحقیقات بدیعہ وتنقیدات انیقہ میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے، گونا گوں کمالات ومحاسن کے جامع تھے، وہ آفتاب کمال ۱۵/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ بروز اتوار ۱۲/بجے مطابق ۱۱/جون ۲۰۱۷ء آسمان اجل کے پردے میں روپوش ہو گیا۔
اللہ عز وجل موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصویر غم

محمد اشرف رضا خاں قادری

تاثرات

قارئین کے تاثرات

شخصیات کے باب میں ایک خوبصورت اضافہ

غیاث ملت حضور

سید غیاث الدین قادری ضیائی صاحب کالپی شریف

عزیز القدر مولانا اشرف رضا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ ''امین شریعت نمبر'' باصرہ نواز ہوا، چیدہ چیدہ مقامات سے چند مضامین کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ نے حضور امین شریعت حضرت علامہ حکیم مولانا سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی سیرت کے ہر گوشے سے عوام اہل سنت کو روشناس کرانے کی مکمل سعی کی ہے، یقیناً شخصیات کے باب میں یہ خوبصورت اضافہ ہے۔

دعا ہے کہ مولا تبارک وتعالیٰ آپ کو اور ان سبھی حضرات کو جو اس کار عظیم میں آپ کے رفیق کار رہے دارین کی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ آمین

✧✧✧✧

صحافت کی دنیا میں ایک قیمتی اور بیش بہا اضافہ

مفتی محمد عیسیٰ رضوی (قنوج)

نازش لوح وقلم گرامی قدر حضرت علامہ

اشرف رضا صاحب قادری ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت

بریلی شریف

سلام ونیاز

امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہے

میرے پیش نظر اس وقت سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کا ایک شمارہ ہے غالباً وہ اس سلسلے کا پہلا شمارہ ہے، اسے دیکھ کر مجھے بے پناہ مسرت وشادمانی ہوئی کہ صحافت کی دنیا میں یہ ایک قیمتی اور بیش بہا اضافہ ہے، شمارہ ہر طرح سے دیدہ زیب اور ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزین وآراستہ ہے، اس کے مضامین کی عمدگی کے ساتھ حسن ترتیب بھی دلکش ہے نیز اس کی ترتیب اس انداز میں ہے کہ اس کے مضامین وتاثرات کو ان کے مناسب مقام وموزونیت کے ساتھ سجایا گیا ہے، جس سے قارئین کو احساس تکدر نہ ہوگا، ایک رسالے کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ پڑھنے والا اسے ایک

تاثرات

یادونشست میں پڑھ لے، جب رسالہ دلچسپ ہوتا ہے تو قاری اور مطالعہ کرنے والے کو اس سے وحشت وگھبراہٹ نہیں ہوتی بلکہ جب تک اسے وہ نشاط ورغبت کے ساتھ پڑھ نہیں لیتا اسے قرار نہیں ملتا ہے، سچ یہ ہے کہ سہ ماہی امین شریعت کے اندر اس طرح کی خوبیاں موجود ہیں جو قاری کے لئے باعث کشش اور رغبت ودلچسپی کا سبب ہیں، جب رسالہ کامیابیوں سے ہمکنار ہوتا ہے تو اس کا سہرا اس کے ایڈیٹر اور مدیر کے سر جاتا ہے، اس تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے لئے حضرت علامہ اشرف رضا صاحب نے جو محنت و کاوش فرمائی ہے اس کے لئے وہ مبارک باد اور خراج تحسین وتبریک کے مستحق وحق دار ہیں، خدا کرے اس رسالے کی عمر دراز ہو کیوں کہ اہل سنت وجماعت میں یہ ہوتا آیا ہے کہ بہت سارے ادارے اور تنظیم وانجمن کی جانب سے ماہنامے اور سہ ماہی وسالانہ رسالے جاری ہوتے ہیں مگر جوانی اور بوڑھاپے کی منزل تو کیا کمسنی ہی میں وہ اپنا دم توڑ دیتے ہیں اس کی وجہ مال کی کمی وقلت ہو یا کچھ اور ہو لیکن ایسا ہوتا ہے، خدا کرے سہ ماہی امین شریعت کی عمر دراز سے دراز تر ہو اور یہ حسن وخوبی کے ساتھ مدتوں نکلتا رہے، مجھے امید ہے کہ یہ جس ذات گرامی سے منسوب ہے اس کے فیضان کرم سے اس کو استقامت نصیب ہوگی اور اس کی مقبولیت وشہرت آفاقی ہوگی۔ ان شاء اللہ

✧✧✧✧

عظمتیں چراغوں کو روشنی سے ملتی ہیں

حضرت مولانا انیس عالم سیوانی لکھنؤ

محب گرامی قدر حضرت مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری مدیر اعلیٰ
سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

ہدیہ سلام ومحبت

امید کہ مزاج بخیر ہو! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی دینی علمی اور قلمی کاوشوں کو بام عروج پر پہونچا کر قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ آج کے پُرفتن دور میں جبکہ ایک بہت بڑا طبقہ اپنے بزرگوں اور اسلاف سے دور بھاگ رہا ہے اور مذہب ومسلک اور دین وسنیت کو بھی دولت دنیا کے ترازو پر تولنے کی کوشش کر رہا ہے، ایسے ماحول میں بزرگوں کا نام لینا، اُن سے اظہار عقیدت کرنا اور اُن کے احسانات کا تذکرہ کرنا یہ آپ جیسے مخلص معتقدین کا اخلاقی حصہ ہے، ہم تمام برادران رضویہ کی طرف سے خصوصاً اور جملہ اہل سنت کی طرف سے عموماً آپ شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے ایک بہت بڑی ذمہ داری سے پوری جماعت اہل سنت کو سبکدوش کر دیا۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ خاندان رضویت کی وہ عظیم ذات جو اپنے آپ میں شریعت وطریقت، اخلاص ووفا اور تقویٰ وتدین کا پیکر مجسم تھی، اس کی ذات، اس کی جماعتی خدمات اور اُس کے کارہائے نمایاں پر مشتمل اہل علم وقلم کے گراں قدر تاثرات اور حضور امین شریعت کے تعلق سے گم شدہ اوراق کو نمبر کی شکل میں پیش کر کے آپ نے اتنا بڑا کام کیا ہے کہ اس کا اندازہ اُن لوگوں کو ہو سکتا ہے جن کا تعلق لکھنے پڑھنے سے ہے، دو چار پیج کے مضامین لکھنے میں یا چند سطر کے

تاثرات

تاثرات تحریر کرنے میں بعضے لوگ مہینے لگا دیتے ہیں اور بعض مہینوں میں بھی نہیں مکمل کر پاتے لیکن آپ نے بہت مختصر مدت میں ۷۰۴ر پیج پر مشتمل نہایت شاندار نمبر شائع کرکے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے، حسن طباعت وکتابت، نوادرات کی اشاعت، ٹائیٹل پیج کی جاذبیت، غیر ذی روح اشیاء کی عکس بندی، منظومات کا کلیکشن، مضامین کی ترتیب اور اس ضخیم نمبر کی تہذیب وتذہیب، یہ آپ کی محنت شاقہ اور حضور امین شریعت کی ذات ستودہ صفات سے گہری وابستگی کا خوبصورت اظہار ہے۔

عظمتیں چراغوں کو روشنی سے ملتی ہیں
کوئی اندھیروں کا ہمنوا نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ آپ کی قلمی کاوشوں کو قبولیت عامہ عطا فرمائے، اور دارین میں بہتر سے بہتر اس کا صلہ آپ کو بخشے۔ آمین

✧✧✧✧

آفتاب سنیت کی ایک شاندار کرن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت علامہ محمد سلمان رضا فریدیؔ صدیقی مصباحی
(نوری مسجد مسقط عمان)

گلشن علم وادب کے گل احسن واشرف حضرت مولانا محمد اشرف رضا خاں صاحب سے میری شناسائی اس وقت ہوئی جب امین شریعت نمبر کی ترتیب کا کام جاری تھا، مجھے بھی حضور امین شریعت پر کچھ لکھنے کا حکم ہوا، میں نے ایک مختصر سا نثری خراج عقیدت اور ایک منقبت ارسال کردی، وہ منقبت پاک میں نے حضور امین شریعت کے وصال کے دن لکھی تھی جسے حضرت قاری سید عبد الوصی صاحب نے بہترین انداز میں پڑھ کر عام کردیا، بفضلہ تعالیٰ بڑی مقبولیت نصیب ہوئی۔

اس وقت سے ہم دونوں مسلسل رابطے میں ہیں، اتنے دنوں کے روابط سے ہی حضرت موصوف کی علمی وادبی صلاحیتوں کا قائل ہو چکا ہوں، حضرت مولانا اشرف رضا خاں صاحب قبلہ سخن فہم وخوش مقال ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاقی قدروں کے ایک گوہر خوش قال بھی ہیں۔ رسالے کی مقبولیت میں ان کے اخلاص وایثار کی مہکار بھی شامل ہے۔

یہ رسالہ میرے مطالعے کی فہرست میں بہترین اضافہ ہے، دوران مطالعہ عجیب روحانیت کا احساس ہوتا ہے، حقانیت کی تجلی نہاں خانۂ دل میں روشنی پیدا کرتی چلی جاتی ہے، عناوین ومضامین کے تعلق سے میں حضرت موصوف کے حسن انتخاب کی داد دیتا ہوں۔

یہ رسالہ تازہ ملی مسائل اور اصلاح اعمال وعقائد کا بہترین مجموعہ ہے، گویا ہر شمارہ ایک گلستان ہزار رنگ ہے جس کے ہر پھول کی خوشبو میں ایک کشش ہے۔

بلاشبہ یہ سب کاوش، محنتیں اور محنتوں کے شاندار نتائج سر بسر فیض امین شریعت علیہ الرحمہ ہیں۔ یقینا یہ رسالہ اس آفتاب سنیت کی ایک شاندار کرن ہے، جو شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد سلمان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں فروغ پا رہی ہے، دعا ہے کہ اہل سنت کا بہترین ترجمان اور فکر وفن کو

تاثرات

مثبت اور نتیجہ خیز راستے کی طرف لے جانے والا یہ رسالہ عروج وکمال کی بے شمار منازل سے آشنائی حاصل کرے۔اور جملہ منتظمین و معاونین سعادت دارین سے مالا مال ہوں۔

جاری ہے زندگی کا سفر بعد موت بھی
تازہ ہیں آج بھی وہی سمع وبصر کے پھول
ہے گلشن امین شریعت ہرا بھرا
ہر سمت عطر بیز ہیں فیض نظر کے پھول
چلتے رہیں گے اہل وفا ان کی راہ پر
لبریز ہیں خلوص سے ان کی ڈگر کے پھول
مہکے کمال حضرت اشرف جہان میں
چنتے رہیں ہمیشہ یہ علم وہنر کے پھول
معمور ہے بہار بقا سے وہ گلستاں
پاتا رہے فریدیؔ بھی اس پاک در کے پھول

✧✧✧✧

امین شریعت نمبر:ایک تاریخی کارنامہ

حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

پیکر اخلاص حضرت مولانا اشرف رضا خاں قادری صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سہ ماہی امین شریعت کے کئی شماروں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس خوشی کا اظہار کرنے میں بے حد خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ حضور امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم ہند، سیدی حضرت علامہ الشاہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کی بارگاہ کرم سے جو فیضان آپ نے کشید کیا ہے اسے تحریری شکل میں عام کرنے کا جو جذبہ اور حوصلہ آپ کے اندر موجود ہے وہ یقینا قابل رشک ہے۔اس منفرد رسالہ کو جس خوش اسلوبی کے ساتھ آپ اشاعتی مرحلے سے گزار رہے ہیں یہ عمل بھی قابل تحسین ہے۔نئے نئے معیاری اور تحقیقی مضامین کا اکٹھا کرنا اور اہل سنت کے معروف قلم کاروں کی نگارشات وقت پر حاصل کر کے اشاعتی مرحلے سے گزارتے رہنا حقیقتا مشکل کام ہے مگر ایسے مشکل کاموں کو آپ آسانی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں ایسا کام مضبوط قوت ارادی کا مالک ہی کر سکتا ہے۔میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی دعاؤں کی برکت اور ان کی نوازشات کا نتیجہ ہے۔میری دعا ہے کہ پروردگار عالم آپ کے حوصلوں کو مزید توانائی بخشے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سہ ماہی امین شریعت کی اشاعت کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے ''امین شریعت نمبر'' نکال کر آپ نے ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے چونکہ یہ نمبر کچھ تاخیر سے مجھ تک پہونچا ہے اس لئے کچھ تاخیر سے مبارک باد پیش کر رہا ہوں۔صحیح بات یہ ہے کہ یہ نمبر آپ کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔اس نمبر کے سلسلے میں علما، خطبا اور شعرا کی زبانی اکثر تعریفی جملے سنا کرتا تھا مگر چند روز قبل شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ الشاہ سلمان رضا خاں صاحب دام ظلہ سے چھتیس گڑھ کے بھلائی شہر میں ایک دستار بندی کے اجلاس میں ملاقات ہوئی تو حضرت نے کرم فرمایا اور امین شریعت نمبر عطا فرمایا۔یقین کریں مطالعے کے بعد جو خوشی حاصل ہوئی وہ لفظوں کے ذریعے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ٹائٹل پیج دیکھ کر ہی

تاثرات

دل مچلنے لگا اور ممبر پاک پر ہی جب اس کے مشمولات کی فہرست دیکھی تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ملک ہند کے مشاہیر قلم کاروں کی تحریری چمک دمک آنکھوں کو تسکین عطا کر رہی تھی۔ اس اجلاس کے بعد کئی ایک اجلاس میں اس نمبر اور رسالے کا ذکر بھی بر سر مائک میں نے کیا۔ علما سے لے کر عوام اہل سنت تک سب نے اپنے اپنے طور پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کے ہر گوشے میں پڑھے لکھے لوگوں تک رسالہ پہونچایا جائے تا کہ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات سے سب لوگ روشناس ہو سکیں ایسا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ کا یہ عمل بھی فروغ رضویات میں ہی شمار کیا جائے گا چونکہ آپ کے اندر فکر رضا کی اشاعت کا جذبہ موجود ہے اور آپ کے پاس وسائل بھی ہیں اور آپ کے حوصلوں میں پرواز کی قوت بھی موجود ہے۔

مولائے قدیر آپ کے جذبے کو مزید استحکام بخشے۔ اور اس مشن کو منزل مقصود تک پہونچانے میں مزید آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ✧✧✧✧

سہ ماہی امین شریعت: وقت کی ضرورت

مفتی محمد شاکر القادری فیضی

بانی دار العلوم فیضان تاج الشریعہ (اودے پور راجستھان)

لك الحمد یارب العالمین والصلوٰة والسلام علیك یا رحمة للعالمین اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس وقت ہمارے سامنے سہ ماہی امین شریعت کا شمارہ موجود ہے جو حضور امین شریعت حضرت علامہ الحاج مفتی حکیم سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ حضور امین شریعت کی فقہی بصیرت، روحانی بصارت، علمی مہارت، عملی ندرت اور علوم اسلامیہ و بدنیہ پر دسترس اپنی جگہ مسلم الثبوت۔ آپ نے اپنے کردار و اخلاق، افکار و نظریات، بیعت و ارشاد، سادگی و خاکساری کے ذریعہ ملک و بیرون ملک گمگشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا اور مذہب اہل سنت و مسلک اعلیٰ حضرت کی راہ دکھائی۔ اندرون ملک کا گوشہ گوشہ عمومی طور پر چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، وغیرہ شہر شہر قریہ قریہ آپ کی خدمات جلیلہ و منزلت کاملہ سے خصوصی طور پر روشن ہے۔

آپ کے دامن سے وابستہ رہنے والا فخریہ انداز سے کہتا کہ ہمارا ماویٰ و مددگار حضور امین شریعت کی شکل میں ہمارے مابین موجود ہے، جو پندرہویں صدی کے مجدد قطب عالم سرکار مفتی اعظم کے ذریعہ شیخ الاسلام والمسلمین عارف باللہ فنافی الرسول سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے دامن سے وابستہ کرتے ہیں انہیں کے دامن کی وابستگی بزرگان کاملین کی غلامی مدینے والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس تک پہونچنے کی نشانی ہے۔

حضور امین شریعت جہاں علم و ادراک، فہم و فراست، علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر اتم طنطنۂ فنون کے کوہ ہمالہ تھے، وہیں رموز طریقت و شریعت سے آگاہ، جام معرفت وحقیقت کے ناپیدا کنار تھے، محبوبان خدا عز وجل میں نمایاں مقام پر فائز المرام، جو بولتے وہ ہو جاتا، جسے دیکھتے وہ شاہراہ ترقی پر ہوتا، دکھ درد پریشان حال کے

تاثرات

مسئلے کا حل ملتا، تبھی تو ایک روایت مجھ تک شہزادۂ حضور امین شریعت حضرت مفتی محمد سلمان رضا خاں مدظلہ العالی کے ذریعے پہونچی کہ کسی کا بچہ دریا کے اندر ڈوب گیا، تلاش بسیار کے بعد نعش کا پتہ نہیں، یہاں تک کہ غوطہ خور بھی آئے کوشش کرتے رہے، ناکام نظر آئے، ایسے موقع پر حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا گیا، آپ دریا کے کنارے تشریف لائے اور عین اسی جانب کھڑے ہوئے جہاں ڈوبے ہوئے کی نعش دبی تھی، ایک پیالی پانی لے کر کچھ پڑھا اور اس پانی کو اپنے ہاتھ سے دریا میں ڈال دیا، پانی کا دریا میں پہونچنا تھا کہ فوراً ڈوبی ہوئی نعش باہر آ گئی، یہ منظر دیکھ کر حاضرین حیران ہو گئے کہ غوطہ زن گھنٹوں غوطہ زنی کر کے ناکام ہوئے مگر حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی ایک پھونک نے ساری پریشانی کو حل فرما دیا، اسی طرح اور بھی واقعات ملتے ہیں۔

آج انہیں کے مظہر و جانشین نمونۂ اسلاف، پیکر اخلاق شیخ طریقت حضرت مفتی محمد سلمان رضا خاں مدظلہ العالی بہت ہی اصول وضوابط کے ذریعے ملک بیرون ملک احقاق حق ابطال باطل کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کر رہے ہیں۔ نیز انہیں شہزادۂ بلند اقبال کے دست و بازو کی صحیح ترجمانی قلمی روانی کے ذریعے بہت ہی سرعت کے ساتھ فکر امین شریعت، ترویج مسلک اعلیٰ حضرت، ذکر مشن خواجگیت میں صاحب القلم، منبع علم و کرم حضرت علامہ مولانا محمد اشرف رضا خاں صاحب قبلہ ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف لگے ہوئے ہیں۔ سہ ماہی امین شریعت کا شمارہ دیکھا اس کے صفحہ کے ہر سطر کو بغور پڑھا بہت دیدہ زیب، عمدہ معیاری انداز، بے پناہ خوبیوں کا حامل، مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان ہے۔ جگہ جگہ باغیان مسلک، حاسدین حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی والمتعالی کا بھرپور تعاقب کیا گیا ہے، مخالف کی مخالفت کا سنجیدگی سے جواب بھی دیا گیا ہے، ایسے رسالے کی بہت شدت کے ساتھ ضرورت تھی جو مرکز اہل سنت و جماعت کی آواز پیغام قاضی القضاۃ شیخ الاسلام والمسلمین، وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین سرکار مفتی اعظم ہند، شان عرب وعجم، فخر ازہر، تاج الشریعہ حضور الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی کو عام کرتا رہے۔ ماشاء اللہ یہ سہ ماہی امین شریعت اس معیار میں بہتر کام کر رہا ہے۔

خدائے تعالیٰ اپنے حبیب عالم کے طبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل قبول خاص و عام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

✧✧✧✧

رسالہ یقیناً مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب وامین، شریعت کا پاسدار و پاسبان ہے

حضرت مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

محب گرامی قدر مولانا المکرم محمد اشرف رضا صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبارک ومقدس مجلہ سہ ماہی امین شریعت فروری تا اپریل ۲۰۱۷ء باصرہ نواز ہوا۔ رسالہ کے مشمولات ومندرجات خوب سے

تاثرات

خوب تر،ترتیب وتذہیب کی خوبیاں بیان سے باہر ہیں۔اورعلمی وتحقیقی عناوین ومضامین کا انتخاب لاجواب ہے۔رسالہ میں شامل ہرتحریر پڑھے جانے سے تعلق رکھتی ہے۔رسالہ کے مطالعہ سے ایک طرف ایمان کی حلاوت محسوس ہوتی ہے تو دوسری طرف عملی ذوق وشوق کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

رسالہ یقینا مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب وامین،شریعت کا پاسدار و پاسبان ہے۔علاوہ ازیں رسالہ کے ساتھ امین شریعت نمبر بھی موصول ہوا زیارت کی تو آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوئی ۔حضور امین شریعت کی حیات طیبہ کا یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے جو اس ضخیم نمبر کی شکل میں کشتے نمونہ از خروارے پیش کیا گیا ہے اگر مکمل زندگی بیان کی جائے تو دفتر کے دفتر کم پڑ جائیں۔آپ کی یہ عظیم کاوش یقینا سراہے جانے کے قابل ہے ۔اس رسالہ کو حضور امین شریعت کا فیضان اور نمونہ اسلاف شہزادۂ حضور امین شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سلمان رضا خاں صاحب قبلہ دامت معالیھم کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے جو رسالہ کی ضمانت کے لئے کافی ہے۔

وقت کی قلت دامن گیر نہ ہوتی تو جی بھر کے لکھتا۔لیکن ان شاء اللہ پھر کبھی موقع ملا تو ضرور حسرت پوری کروں گا ان شاء اللہ۔حضور سلمان میاں صاحب قبلہ کی بارگاہ میں سلام مسنون پیش فرمائیں۔والسلام مع الاکرام

✧✧✧✧

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرت مولانا مفتی ابو یوسف صاحب ازہری (گھوسی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ ومولانا اشرف رضا صاحب قبلہ

مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ! ہمارے کرم فرما حضرت مولانا محمد اشرف رضا زید مجدہ نے حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض و برکات جو انہیں سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئیں کو دنیائے اسلام میں بشکل سہ ماہی امین شریعت پھیلا رہے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

رسالہ کے مندرجات ماشاء اللہ خوب سے خوب تر ہوتے ہیں،آج کا دور بہت ہی پرفتن دور ہے ان فتنوں کا سد باب تقریر و تحریر اور سیرت و کردار ہر طریقہ سے ہوتا ہے اور ہمارے اسلاف نے ہمیں یہی سیکھایا۔احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے حضرت موصوف نے یہ بہت بڑا بیڑا اٹھایا ہے،فیضان اعلیٰ حضرت سے یہ کام آسان ہو جائے گا۔یہ بھی حقیقت ہے کہ اچھے کاموں کی مخالفت بھی ہوتی ہے مگر ہمت مرداں سے یہ مخالفین دھواں ہو کر فنا ہو جاتی ہیں کہ:

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ اس سہ ماہی امین شریعت رسالہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور اس کے ذریعے

تاثرات

سے مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب خدمت لے اور مولانا موصوف کے علم وعمل میں خوب برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

✧✧✧✧

ہر تحریر باغ رضا کی خوشبوئیں بکھیرتی ہیں

حضرت مولانا جلال الدین رضوی (بھلائی چھتیس گڑھ)

گرامی قدر حضرت مولانا محمد اشرف رضا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امین شریعت نمبر موصول ہوا، قلت وقت کی وجہ سے مکمل مضامین نہ پڑھ سکا، لیکن جتنا پڑھا خوب سے خوب تر پایا، خصوصا حضرت ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری صاحب، حضرت مفتی احمد رضا صاحب، حضرت مولانا قمر الزماں صاحب، ان حضرات کی تحریرات کو فوری طور پر پڑھا، ان حضرات کے نوک قلم سے نکلنے والی ہر تحریر باغ رضا کی خوشبوئیں بکھیرتی ہے، اور اعدائے رضا کو یہ کہہ کر للکارتی ہے کہ

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

کوئی بھی نمبر شائع کرنا کتنا مشکل امر ہے میں اس دشوار گذار سفر کی صعوبت سے آگاہ ہوں، دور حاضر کے تمام اہل قلم کی خوشبو کا نام امین شریعت نمبر ہے، اہل عقیدت وصاحبان فکر وشعور اس کو رضویات کے باب میں ایک خوبصورت اضافے کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ دعا ہے کہ سہ ماہی امین شریعت یوں ہی اپنی جلوہ سامانیاں بکھیرتا رہے اور فکر رضا کو عام اور تام کرنے میں مصروف سفر رہے۔ آمین ✧✧✧✧

رسائل وجرائد کی دنیا میں ایک نمایاں شناخت

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد شفیق اجمل قادری (بنارس)

مکرمی محترمی حضرت مولانا محمد اشرف رضا صاحب

مدیر اعلیٰ، سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف

سلام مسنون!

سب سے پہلے تو سہ ماہی امین شریعت کی شاندار اور دیدہ زیب اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ ویسے تو یہ رسالہ جس ذات سے معنون ہے وہ نسبت ہی ہماری توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کے لیے کافی ہے۔ تاہم انتخاب مضامین، حسن پیشکش اور خوبی طباعت نے دل موہ لیے۔ مجھے یقین ہے کہ اسی طرح آپ کی توجہ رہی تو بہت جلد ہند و پاک سے شائع ہونے والے سینکڑوں مذہبی رسائل و جرائد کے ہجوم میں ”امین شریعت“ اپنے فعال ومتحرک کردار، متوازن افکار وخیالات اور تعمیری صحافت وقیادت کے ساتھ ایک جداگانہ شناخت بنانے میں کامیاب ہوجائے گا۔

الحمد للہ رسالہ پابندی کے ساتھ قارئین اہل سنت کے ذوق کی زینت بن رہا ہے۔ عرس امین شریعت کے موقع پر حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کے حوالے سے ایک ضخیم خصوصی نمبر کی اشاعت عمل میں آئی۔ جسے حلقۂ علم ودانش میں خوب سراہا گیا۔ اس خصوصی نمبر کی اشاعت کے لیے قابل مبارکباد اور لائق تحسین ہیں شہزادۂ حضور امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں

بقیہ صفحہ ۳۸ پر

ملاقات

مجاہد سنیت علامہ سید محمد حسینی میاں اشرفی صاحب قبلہ

(چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور)

کا انٹرویو

مجاہد سنیت، پیر طریقت، سماحۃ الشیخ، حضرت علامہ ومولانا سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ والعالیہ کی ذات بابرکات دنیائے علم وادب، جہان فکر وفن میں محتاج تعارف نہیں، ہمہ جہت شخصیت اور کثیر کمالات ومحاسن کے حامل ہیں، جس جہت سے قبلۂ نگاہ اور کعبۂ نظر بنایا جائے آسمان جمال وجلال کے آفتاب کمال اور ماہتاب عروج نظر آتے ہیں، نسب سے سید ہیں جس سے اعلیٰ کوئی نسب نہیں، ہاشمی خون رگوں میں معجزن ہے، علوی وحیدری شجاعت کے پیکر ہیں، حلم وبردباری میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے پرتو ہیں، صبر ورضا اور صدق وصفا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے مظہر اتم ہیں، زہد وتقویٰ میں خاندانی شان رکھتے ہیں، وقار ہاشمیت پر جب انگشت نمائیوں کے آثار پاتے ہیں تو رگ سیادت پھڑ پھڑا اٹھتی ہیں اور ایوان باطل میں زلزلہ برپا کردیتے ہیں، علوم وفنون میں اپنی مثال آپ ہیں احقاق حق وابطال باطل میں امتیازی شان ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک ترجمان کی حیثیت سے اپنی منفرد پہچان رکھتے ہیں، کثیر التصانیف، وسیع المطالعہ، صاحب لوح وقلم، اہل زبان وبیان اور اعلیٰ وارفع تحقیق وتنقید کے مالک ہیں علم وادب، فکر وفن، تصنیف وتالیف، درس وتدریس، اوراد ووظائف، ذکر واذکار، تحریک وتنظیم، ترویج واشاعت، تقریر وتبلیغ، وعظ ونصیحت، عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ حتیٰ کہ شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت وہ کون سا کشت ہے جہاں آپ کے باران نورانیت کی جلوہ گری نہیں ہے، اس ذات عالی پاسبان فکر رضا کا یہ انٹرویو ہے امید ہے کہ قارئین پوری توجہ سے اس کا مطالعہ کریں گے۔

مولانا اشرف رضا قادری

سوال: آپ کی شخصیت علمی حلقوں میں مشہور بھی ہے مقبول بھی، مگر زندگی کے ابتدائی احوال سے واقفیت عام نہیں ہے اس سلسلہ میں پہلی گزارش تو یہی ہے کہ اپنے خاندانی حالات، تعلیمی مراحل، مخصوص اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے حوالوں سے کچھ ارشاد ہو۔؟

جواب: صاحبِ تصانیف کثیرہ حضور شیخ المشائخ حضرت علامہ السید الشاہ چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور رحمۃ اللہ علیہ پندرھویں سجادہ نشین اور علاقۂ دکن کے وہ مسلم صاحب علم بزرگ تھے، جن کی بارگاہ علم میں بڑے بڑے صاحبانِ علم نے زبردست خراجِ عقیدت پیش کی۔ اور علما کرام آپ کے علم کی گہرائی کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ پہلے ہم آپکے آباؤ اجداد اور خاندانی بزرگوں کا مختصر تذکرہ کریں گے تاکہ قاری کو آپ کے خاندان کے بزرگوں کے حالات کا علم ہوجائے۔ حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ دکن کے مشہور ومعروف ولئ کامل قطب رائچور حضرت

سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہٗ المتوفی ۸۹۲ھ کے پندرھویں سجادہ نشین تھے۔

حضرت قطب رائچور:۔ سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہٗ دکن کے صاحبِ فیض ومشہور ومعروف اولیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں ملک عراق کے مقام سامرہ سے ملتان تشریف لائے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔ حضرت قطب رائچور کے جدّ امجد حضرت سید شاہ جہاں شیر حسینی قدس سرہٗ مع اپنی اہلیہ محترمہ اور اپنے برادرِ مکرم رحمۃ اللہ علیہما کے فیروز شاہ بہمنی کے دورِ حکومت میں گلبرگہ شریف تشریف لائے اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ حضرات کو فوج میں اعلیٰ عہدوں پر مامور کیا۔

کرامت کا اظہار:۔ ایک روز فیروز شاہ بہمنی اپنے فوجی دستہ کے ساتھ شکار کے لئے نکلا۔ حضرت سید شاہ جہاں شیر حسینی اور آپ کے بھائی بھی ساتھ تھے۔ جب بادشاہ کی طبیعت شکار سے سیر ہوئی تو واپسی کا حکم دیا، بادشاہ کی سواری جب شہر کے قریب پہنچی تو اس کی شہزادی بالاخانہ پر کھڑی ہو کر جلوسِ شاہی کا منظر دیکھ رہی تھی کہ اچانک شہزادی کی نظر ایسے دو سواروں پر پڑی کہ جو بادشاہ کے سر پر اُڑے چلے آرہے تھے۔ جب سلطان قصر شاہی میں داخل ہوا تو شہزادی نے حیرت زدہ ہو کر چشم دید واقعہ بیان کیا۔ شہنشاہ بھی اس عجیب وغریب واقعہ کو سن کر حیرت زدہ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ میرے ارکانِ دولت میں ایسے باکمال وباکرامت خوش نصیب لوگ بھی ہیں۔ چنانچہ شدید طوفانِ بادوباراں شروع ہوا کہ بڑے بڑے تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دے۔ بادشاہ نے کہا کہ اب گلِ مقصود ہاتھ آسکتا ہے۔ دو جاسوسوں کو حکم دیا کہ وہ تمام ارکانِ دولت کی خبر لیں اور جو کچھ دیکھا ہے فوراً آکر سنادیں۔ جاسوس اپنے کام پر روانہ ہو گئے، گشت کرتے ہوئے حضرت سید شاہ جہاں شیر حسینی قدس سرہٗ کے خیمے پر پہنچتے ہی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ باوجود سخت آندھی وطوفان کے چراغ روشن ہے۔ یہ دونوں حضرات تلاوتِ قرآن مجید میں مصروف ہیں۔ وہ دونوں جاسوس لوٹ کر سلطان کو اس عجیب وغریب واقعہ کی اطلاع دیدی۔ ادھر سلطان پر اُن حضرات کی حقیقت حال سے آگاہی ہوئی اور ادھر کشف سے ان حضرات نے معلوم کرلیا کہ سلطان نے ہمیں جان لیا اور ہمارا رازِ ولایت آشکار ہو گیا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے کوچ کریں۔ الغرض حضرت سید شاہ جہاں شیر حسینی قدس سرہٗ مع اپنی اہلیہ محترمہ اور بھائی کے اسی شب تیرہ وتار اور طوفانِ بادوباراں میں ہی روانہ ہو گئے۔ درمیانِ سفر میں ایک خوفناک ندی دریائے بھیما کے کنارے پہنچے تو دیکھا ندی کا پانی بہت تیز رفتار سے رواں ہے اور اس کے دونوں کنارے لبریز ہیں۔ چنانچہ آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے قدم مبارک کو پانی میں رکھا اور اسی پانی پر ہی اپنی چادر بچھادی۔ وہ چادر ان حضرات کے لئے سواری کا کام دینے لگی، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ چادر کا ایک کونہ ملنے لگا اور حضرت سید شاہ جہاں شیر حسینی قدس سرہٗ کی اہلیہ محترمہ کے شکم مبارک کے اندر سے آواز آنے لگی کہ جلال الدین کی دنیا میں آمد کا وقت قریب آچکا ہے۔ آپ کو دردِ زِہ محسوس ہونے لگا، بالآخر اسی حالت میں ندی کے اس پار اتر جاتے ہیں۔ رات کا وقت اور طوفانِ بادوباراں، جنگل، یہ

وہ منظر تھے کہ والدین کو پریشان کرنے کے لئے کافی تھے۔ اس کے باوجود یہ حضرات بالکل بے خوف خدائے تعالیٰ کی ذات پر پورا پورا بھروسہ کیے ہوئے وہیں قیام پذیر ہوئے۔

حضرت قطب رائچور کے والد ماجد کی جلوہ گری:۔ اب بہت جلد دنیا میں آفتابِ ولایت کی جلوہ گری ہونے والی تھی۔ پیدا ہونے والا بچہ باکرامت تھا اور شکمِ مادر ہی سے آواز دیتا ہے کہ اے مادرِ محترم اب سید جلال الدین کی آمد بہت قریب ہے لہٰذا آپ تھوڑا کپڑا انگل لیں۔ چنانچہ والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے مکھن میں لپیٹ کر کپڑا انگل لیا، تھوڑی دیر کے بعد شکمِ مادر سے نومولود تہبند باندھے ہوئے پیدائش کی آلودگی سے پاک وصاف تشریف لاتے ہیں۔

خواجہ دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز کا حیرت سے آسمان کی طرف دیکھنا:۔ ادھر آفتابِ ولایت کی جلوہ گری ہوتی ہے ادھر گلبرگہ شریف میں صاحبِ ولایتِ دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دیر تک آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حاضرین کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ:۔۔۔''مقام''رے واڑی'' میں امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو آسمانِ ولایت کا چاند ہے، جس کی خوشی آسمانوں پر منائی جارہی ہے''۔ اس طرح حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ العزیز کے والد ماجد دنیا میں تشریف لائے۔

غیب سے گہوارے کا نمودار ہونا:۔ آپ کے والدین اپنے اس نومولود کے لیے فکرمند تھے کہ ایامِ مسافرت میں اس نومولود کو لے کر کہاں جائیں۔ فوراً آسمان سے ایک گہوارہ نمودار ہوا۔ آپ کو لیکر وہاں سے پرواز کرگیا۔ والدین بچے کی تلاش میں زمین کی سیر کرتے ہوئے گلبرگہ شریف کے قریب مقام ''گوگی شریف''اس جگہ کے قریب پہنچ گئے جہاں آپ کا روضۂ منورہ ہے۔

انگشت مبارک سے دودھ کا جاری ہونا:۔ درخت کے گھنے سائے میں جہاں گہوارہ لگا ہوا تھا وہیں گہوارے کے اطراف چڑیاں چھائی رہتی تھیں، جب آپ کو دودھ پینا ہوتا تو اپنی انگشت شہادت چوسنے لگتے جس سے شیریں دودھ جاری ہوتا جس کو آپ نوش فرمالیا کرتے تھے۔ آپ کے والدین اور چچا محترم رحمۃ اللہ علیہم چندروز کے بعد آپ کی تلاش میں اس مقام پر پہنچے جو ایک گاؤں تھا جسے گوگی کہتے تھے جس جگہ آپ کا گہوارہ لٹکا ہوا تھا۔

جب آپ اپنی عمر شریف کے شباب کے عالم میں پہنچے جس جگہ آپ کا روضۂ انور ہے وہیں غیرمسلموں کا ایک جوگی سنگم ناتھ رہتا تھا جو استدراج میں اپنے زمانہ میں مشہور تھا۔ ایک دن اس نے آپ کی بارگاہ میں گستاخی کی تو آپ نے کرامت سے مجبور کردیا کہ وہ عاجز آجائے جب وہ عاجز آچکا تو آپ نے اسے وہاں سے بھگادیا۔

حضرت خواجہ بندہ نواز کی بارگاہ میں حاضری، اور ''چندا حسینیؒ'' کے لقب سے ملقب ہونا:۔ جب آپ سولہ سال کی عمر شریف میں پہنچے تو آپ حضرت خواجۂ دکن خواجہ بندہ نواز گیسودراز قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں شرفِ ملاقات سے مشرف ہونے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ مجلس خواجہ میں پہنچے تو حضرت خواجہ نے آپ کا شاندار استقبال فرمایا حاضرین کے دریافت پر ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے وقت کے کامل ولی اور زمانہ کے قطب ہیں۔ حضرت خواجہ نے

آپ کو آسمانِ ولایت کا ''چندا'' کہہ کر مخاطب فرمایا۔ یہ لقب آپ کو اتنا پسند آیا کہ تب سے آپ ''سید چندا حسینی'' کے لقب سے ملقب ہوکر ''گوگی شریف'' واپس تشریف لائے، زندگی بھر آپ اسی لقب سے معروف رہے اور آج بھی تاریخ میں اسی لقب سے معروف ہیں۔ آپ کا پیدائشی نام سید جلال الدین حسینی ہے۔ لیکن حضرت خواجہ بندہ نواز کے بخشے ہوئے لقب ''سید چندا حسینی'' سے معروف ہوگئے۔

آپ کے صاحبزادے:۔ آپ کو خداوندِ قدوس نے چار صاحبزادے عطا فرمائے وہ سب کے سب اپنے وقت کے کامل ولی گزرے ہیں۔ فرزند اکبر حضرت سید شاہ نور عالم حسینی قدس سرہٗ آپ اپنے والد کے جانشین ہوئے، زندگی بھر آپ اپنے والد ماجد ہی کی صحبتِ بابرکت میں رہے بعد وصال اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔ سجادگانِ حضرت قطب رائچور آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں اور دو صاحبزادے بیدر میں آسودۂ حال ہیں۔

دوسرے صاحبزادے قطب رائچور حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہٗ ہیں۔ آپ کا پیدائشی نام سید احمد حسینی ہے اور لقب شمس عالم حسینی قدس سرہٗ ہے۔ آپ ۸۳۸ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کو بیعت وخلافت اپنے والد ماجد قطب الاقطاب ثانی شاہ ادہم حضرت سید شاہ چندا حسینی قدس سرہٗ قطب گوگی شریف سے حاصل ہے۔ آپ خلیفہ ہیں حضرت شیخ عارف کے اور آپ خلیفہ ہیں حضرت شیخ جلال الدین زنجانی کے اور آپ خلیفہ ہیں تارک السلطنت حضرت سید شاہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے۔ دکن میں اشرفی فیض جاری کرنے والے حضرت قطب گوگی شریف اور حضرت قطب رائچور قدس سرہما پہلے بزرگ ہیں۔ دکن میں اشرفی سلسلہ آپ حضرات ہی سے جاری ہوا۔ یہ خاندان اسی نسبت سے صدیوں سے اشرفی ہے۔

حضرت قطب رائچور کو صاحب ولایت رائچور کا عطا ہونا:۔ آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال کی ہوچکی تھی کہ ایک دن آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کے لیے پانی لانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے پانی حاضر کردیا۔ اتفاقاً ایک کوّا وضو کے برتن میں بیٹ کردیا تو آپ نے اس کوّے کو پرجلال نظر سے دیکھا اور کوّا آپ کی پُرجلال نظر کی تاب نہ لاکر اسی وقت زمین پر گرکر مرگیا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت قطب گوگی شریف قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جلال؟ اسی وقت آپ نے کوّے پر رحمت بھری نظر ڈالی وہ کوّا زندہ ہوکر وہاں سے اڑ گیا۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنے ولایت کے کامل درجے پر پہنچ چکے ہو، لہٰذا تم اپنے مقامِ ولایت کی تلاش میں نکل پڑو اور بندگانِ خدا کی ہدایت ورہنمائی کا فریضہ انجام دو اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم یہ دو تاڑ کے پھل اپنے ساتھ لے لو دن بھر سِیۡرُوۡ وافِی الۡاَرۡضِ کے تحت روئے زمین کی سیر کرو اور جب مغرب کا وقت ہوجائے تو ان دونوں تاڑ کے پھلوں کو زمین میں بوکر ان پر وضو کرو اور وہیں مغرب وعشاء اپنے اپنے وقتوں پر پڑھ کر رات بھر وہیں رہو اگر ان پھلوں سے صبح کونپلیں نکل آئیں تو وہی تمہارا مقامِ ولایت ہے۔ آپ اسی طرح برابر روئے زمین کی سیر کرتے رہیں۔

ملاقات

شہنشاہِ وقت اور اسکی بیوی کو کلمۂ طیبہ پڑھا کر حضور والا ان دونوں کو مشرف بہ اسلام فرماتے ہیں۔ مسلمان کر لینے کے بعد حلقۂ ارادت وبیعت میں داخل فرما لیتے ہیں۔ آپ کی کرامات کی شہرت چاروں طرف ہونے لگی اور لوگ جوق در جوق حلقۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ چند سالوں کے بعد رائچور اور اس کے آس پاس کے کئی مقامات مسلمانوں سے بھر گئے۔ اس وقت رائچور اور اس کے اطراف جو مسلم آبادی نظر آتی ہے ان میں سے اکثر کے آباؤ اجداد آپ ہی کے دست کرم پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

وفاتِ اقدس:۔ آپ نے اپنے لیے تجرّد کی زندگی پسند فرمائی یعنی آپ نے شادی نہیں کی اس لیے قربِ وصال اپنے حقیقی بھتیجے حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین مقرر فرما کر چون ۵۴ سال کی عمر شریف میں ۱۵؍صفر المظفر ۸۹۲ھ میں وفات پائی۔
(مرأۃ الحقیقت)

رائچور کی سجادگی:۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ العزیز نے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنے بھتیجے حضرت سید شاہ علی حسینی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آپ پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے، رائچور کے سجادوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ آستانۂ عالیہ شمسیہ اشرفیہ کا ہر سجادہ اپنے وقت کا کامل ولی رہا ہے یا کم از کم نہایت متقی، پرہیزگار جید عالم دین ضرور رہا ہے۔ مجھ تک وہاں کے معمر لوگوں نے چار یا تین سجادوں کو تو ضرور دیکھا ہے کہ ہر سجادہ کے اندر کیسی کیسی خصوصیات رہی ہیں۔ ہم تمام سجادگانِ آستانۂ مبارکہ کے حالات پر بحث نہیں کرنا چاہتے ہم خاص طور پر تیرہویں اور پندرہویں سجادہ نشینوں پر بحث کی جا رہی ہے۔

قوالی کی ممانعت:۔ حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ نے اپنی زندگی پاک ہی میں اپنے بعد تا قیامت اپنے آستانۂ مبارکہ میں سماع کی ممانعت فرمادی تھی۔ آپکا اس مسئلہ میں یہی مسلک تھا 'لِاَهلهٖ حَلالٌ وَلِغَيرِهٖ حَرامٌ' چنانچہ ہر سجادہ اس پر نہایت سختی سے عامل رہا ہے اور آج بھی حدودِ آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ میں قوالی نہیں ہوتی اور انشاءاللہ تا قیامت حدودِ درگاہ شریف میں قوالی نہیں ہوگی۔

تیرھویں سجادہ نشین:۔ تیرھویں سجادہ نشین جو حضرت قطب رائچور کے ہم نام بھی ہیں۔ یعنی حضرت علامہ الشاہ سید شمس عالم حسینی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے اعلیٰ درسگاہ شمس الامراء حیدرآباد کے فارغ علما میں سے تھے۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم وفاضل فرائض وواجبات وسنن ومستحبات پر نہایت سختی سے پابند رہنے والے کامل بزرگ اور عابدِ شب زندہ دار تھے۔

تحریک وہابیت کے خلاف آپ کا کردار:۔ آپ نے تحریک وہابیت کے خلاف نمایاں کردار انجام دیا۔ جب مولوی اسماعیل دہلوی کی جانب سے اٹھائی ہوئی وہابی تحریک انگریز حکومت کے سہارے ملکِ ہند میں پھیلائی گئی تو اس نے شمال سے نکل کر دکن میں بھی اچھا خاصا اثر جمالیا۔ ہر شہر، ہر آبادی، بلکہ گھر گھر میں وہابیت کے فتنے کی وجہ سے جھگڑے ہونے لگے۔ آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے عوام اہل سنت کو اس فتنے میں شامل ہوکر بہکنے والوں کو بچانے کی پوری پوری کوشش فرمائی اور تحریک وہابیت کا ڈٹ کر مقابلہ فرمایا۔ کئی خاندانوں کو وہابی ہونے سے بچایا۔ دکن میں آپ کا اسم گرامی

تحریکِ وہابیت کے خلاف کام کرنے والوں میں سرفہرست ہے مگر افسوس تحریکِ وہابیت کے خلاف کام کرنے والے اتنے بڑے مجاہد کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے ایک صدی پیشتر سے وابستگی: ۔آپ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اسلام امام احمد رضا خاں رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی دینی وتجدیدی خدمات شہرۂ آفاق بن چکی تھی۔جو شخصیت تحریکِ وہابیت کے خلاف زوردار جہاد چلا رہی ہو وہ اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے وابستہ نہ ہو ایسا نہیں ہوسکتا وابستگی یقینیات میں تھی۔آپ کے مجددِ اسلام سے تعلقات بہت قریبی تھے۔اور آپ دکن میں مجدد اسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تحریک کو آگے بڑھانے والے پہلے عالم دین تھے۔

آپ کی تاریخی وصیت: ۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے قریبی تعلقات اور آپ کی تجدیدی خدمات سے لگاؤ کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ۱۳۳۵ھ میں اپنی اولاد کے لیے فارسی میں وصیت فرمائی ہے۔تیرہویں وصیت کا خلاصہ یہ ہے۔

''موجودہ زمانے میں عقائد اسلامیہ کی حفاظت ایک بہت بڑا مسئلہ بن گئی ہے۔اس لیے کہ وہابی غیر مقلد اور وہابی مقلد تحریک نے پورے ملک کو گھیر لیا ہے اور اس کے علاوہ دین اسلام اور عقائد اسلامیہ کے خلاف نئی نئی تحریکیں اٹھ رہی ہیں۔اس لیے میری اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کو اپنا پیشوا اور رہنما تسلیم کریں۔اس لیے کہ آپ اس صدی کے باجماع امت مجدد ہیں اور آپ کی کتب پر عمل اور یقین ضروری ہے۔صحیح عقائد اسلامیہ کا علم موجودہ دور میں آپ کی کتب کے بغیر ممکن نہیں ہے میری اولاد حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کو اپنا مذہبی رہنما جانے آپ کی کتب خاص طور پر ''المعتمد المستند ،الدولۃ المکیہ ،حسام الحرمین ،تمہید ایمان ،خالص الاعتقاد'' وغیرہ کو حق جانے ورنہ کفر وارتداد و گمراہیت کے دلدل میں پھنس کر دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔......وغیرہ وغیرہ.....''

یہ وصیت فرمانے کے بعد آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے دوسال قبل ۱۳۳۸ھ میں انتقال فرماگئے۔زندگی بھر آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وصیانت اور بدمذہبیت کے ردوابطال میں کافی کام کیا۔آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید احمد حسینی صاحب مرحوم سجادہ نشین ہوئے۔آپ نے بھی ۱۳۵۲ھ میں وفات پائی۔

رائچور میں احقاق حق وابطال باطل کے تاریخی دور کا آغاز: ۔حضرت سید احمد حسینی صاحب مرحوم کو اولادِ نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے چھوٹے بھائی اور میرے والدِ ماجد حضور شیخ المشائخ، حضرت علامہ مولانا سید شاہ چندا حسینی اشرفی صوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندانی اور دینی وصایا کی بنیاد پر ۱۳۵۲ھ میں اپنے برادرِ اکبر حضرت سید احمد حسینی مرحوم کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔آپ علاقۂ دکن میں جید عالم ہونے کے ساتھ انگریزی میں بھی ماہر تھے۔اپنے زمانے میں فقہ وتفسیر وحدیث، اصول وعقائد وغیرہ علوم کے بہت بڑے عالم وفاضل تھے۔گھر میں اور باہر ہر طرف اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد

رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے ذکر کو سنتے رہنا سناتے رہنا معمولاتِ زندگی میں سے تھا اس لیے کہ آپ کے والد ماجد کی آخری وصیت اور امام بریلوی کی کتب نے آپ کی محبت والفت کو جاں گزیں کردیا۔ حقیقی اولا د وہی ہے جو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر اور انکی وصایا پر سختی سے عمل پیرا رہیں۔ اعلیٰ حضرت کی کتب کو دل وجاں سے، سینے سے لگائے رکھنا اور ان کا مطالعہ خاص مشغلہ تھا۔ بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے عقیدت ومحبت دل میں بیٹھ چکی تھی۔ مسند سجادگی پر فائز ہوتے ہی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا کام تیزی سے شروع کیا۔ جس کی وجہ سے گمراہ و باطل پرستوں کے دل دہل اٹھے بالخصوص اس علاقے کے گمراہ بدمذہب مشائخ وپیر کہلانے والے صرف مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت اور تصلّب فی الدین کی وجہ سے دشمنی اور حسد کرنے لگے اسی وجہ سے ہر طرف آپ کے خلاف خطرناک سازشیں کی جانے لگیں۔ انھوں نے آپ پر ظلم وستم کی انتہا کردی لیکن آپ نے اس کی پرواہ نہ کی۔ آپ کے علم اور تصلب فی الدین کا شہرہ ہر طرف ہو چکا تھا۔ علما کرام کا کہنا تھا کہ حضرت صاحب سجادہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر کتاب کو اپنے اندر محفوظ کرلیا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ کتب فقہ وعقائد وکلام وتصوف کے ساتھ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت کی کتب کو مع صفحہ وسطر کے صرف نقش ہی نہیں کرلیا تھا بلکہ ہر کتاب پر موزوں برجستہ حاشیہ آپ کے خداداد علم اور تصلّب کو ظاہر کرتا ہے۔ آج آپ کا کتب خانہ علم فقہ واصول وعقائد وتفسیر اور تصوف وغیرہ علوم میں یعنی فارسی اور عربی میں سب سے بڑا کتب خانہ ہے اور ہر کتاب پر آپ کے حواشی موجود ہے۔ بڑے بڑے علمائے کرام جزئیات وحوالے ٹٹول ٹٹول کر نکال لیا کرتے تھے تو حضور شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ زبانی بتادیا کرتے تھے آپ کے بتانے پر جب علما تلاش کرتے وہ مسئلہ وحوالہ وہیں ملتا جہاں آپ فرماتے تھے۔ آپ کو اعلیٰ حضرت مجدد اسلام امام بریلوی قدس سرہٗ سے اس قدر عشق تھا کہ قربِ وصال بعض بعض عبارت اور اشعار پر گھنٹوں روتے رہتے اور آپ پر وجد کا عالم طاری رہتا۔ آپ نے جہاں وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، نیچریوں، صلح کلیوں کے گمراہ وکفریہ عقائد کے ردوابطال میں کام کیا ہے وہیں آپ نے گمراہ مشائخ وسادات کے گمراہ عقائد کے خلاف بھی کام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ان گمراہوں وبدمذہبوں کے ساتھ گمراہ مشائخ وسادات بھی آپ کے دشمن نظر آتے ہیں۔ ان کی جانب سے جو ظلم وستم ڈھائے گئے اور اتہام وبہتان طرازی کی گئی ان کی بہت بڑی دردناک داستان ہے ان کی تفصیل سے کچھ حاصل نہیں۔

آپ کی اپنی اولاد کے لیے وصیت: ۔عمر شریف کے آخری حصہ میں آپ کو سوائے اعلیٰ حضرت اور حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے اشعار سننے اور ان کی توضیح وتشریح بیان کرنے اور ان پر رقتِ قلبی کے ساتھ گھنٹوں روتے رہنے کے اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔ آخری عمر شریف میں آپ کمزور ہو چکے تھے۔ اسی حالت میں خبر آئی کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند انتقال فرما گئے۔ بس اس کے بعد مسلسل روتے رہنے اور آنے والے دور میں سنیوں کی ابتلا وآزمائش کرتے رہنے میں اپنے اوقات گزار دیئے۔ اکثر

فرماتے تھے کہ:............

’’ایک ذات نے پورے سنیت کے شیرازے کو مضبوط رسی سے باندھے رکھی تھی، اب وہ رسی ٹوٹ گئی۔ سنیت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اب مسلک کے خلاف بغاوت پھیلے گی۔ سب سے پہلے گمراہ سادات ومشائخ کی جانب سے مسلک اعلیٰ حضرت کو کمزور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ میں نے اپنے بعد آنے والے فتنے کے رد میں بہت کچھ لکھ دیا ہے میری اولاد علم وعقل سے ہر فتنے کا رد وابطال کرتی رہے‘‘۔ اب آپ والد ماجد علیہ الرحمہ کی وصیت ملاحظہ فرمایئے۔

’’میری اولاد تا قیامت اخلاق حسنہ کی حامل رہے۔ اور فساق وفجار کفار ومشرکین ومرتدین اور تمام بدمذہبوں سے قلبی نفرت رکھے اور ان کی صحبت سے بچے۔

میرے بعد آستانۂ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور کا سجادہ نشین وہی ہوگا جو عالم دین ہوگا یا کم سے کم اتنا علم رکھے گا جس سے ضروریاتِ دینیہ کو جانے اور مسائل ضروریہ کو پہچانے اور خاص طور پر مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرے۔ اور آپ کی تصانیف کو حق جانے بالخصوص تمہید ایمان، حسام الحرمین، خالص الاعتقاد، الدولۃ المکیہ، الکوکبۃ الشہابیہ، سبحان السبوح وغیرہ کو حق اور صحیح تسلیم کرے۔ اس کے ساتھ اکثر خانقاہوں میں رفض اور شیعت عام ہو چکی ہے اس لیے اعلیٰ حضرت کی کتاب ردالرفضہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کو حق جانے اور ان کے ساتھ میری کتب مرأۃ مباحیت، اشرف الاخلاق، شمس العقائد، الاخلاق المرضیہ، پر بھی عمل ضروری ہوگا۔ اگر وہ عالم نہ ہو تو کم سے کم فارسی اور اردو کا اچھی طرح سے جاننے والا ہوگا اور بہار شریعت کے کم سے کم ۶ حصہ خوب سمجھ کر پڑھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہوگا ورنہ میری بیعت عاق سمجھی جائے گی‘‘۔ ’’مذکورہ ان دفعات کو رجسٹر کروا کر محفوظ کروالیا ہے تا کہ آئندہ کوئی فتنہ نہ اٹھے‘‘۔

آپ کی تصنیفات اور انتقال:۔ حضور شیخ المشائخ حضرت علامہ سید چندہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ فنافی الرسول فنافی الاولیا اور فدائے اعلیٰ حضرت ہو کر حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کر سکے۔ آخر کار آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ۲۸ ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ نے بعد وصال ۶ صاحبزادے چھوڑے (۱) فرزند اکبر علامہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور، ومدیر اعلیٰ ماہنامہ سنی آواز ناگپور۔ (۲) حضرت سید سلیم میاں حسینی صاحب اشرفی مرحوم۔ (۳) مولانا سید محمد صفی حسینی میاں صاحب اشرفی۔ (۴) مولانا سید اشرف رضا حسینی۔ (۵) جناب سید نجیب اشرف حسینی صاحب۔ (۶) جناب سید کلیم اشرف حسینی صاحب۔ اور سب سے بڑی صاحبزادی اور اپنے نواسے مولانا سید احمد قادری صاحب کی صورت میں یادگار چھوڑی۔

آپ نے زندگی بھر وقار آبروئے سنیت اور عظمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پرچم لہرایا۔ آپ کی عملی وفہمی وعبقری شخصیت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ آپ نے اپنی عمر شریف کے ۱۸ ویں سال سے تصنیف وتالیف وحواشی کا سلسلہ شروع کیا۔ آخری لمحات تک

ملاقات

ایک سو پچیس سے زائد کتب و رسائل تصنیف و تالیف فرما کر رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کے انمول تحفے چھوڑے۔

سوال: آپ کی زندگی علمی و ادبی اور مذہبی کاموں میں گزری، رضویات اور صلح کلیت کے رد پر آپ کی کئی تحریرات پڑھیں مجھے رضویات کے متعلق آپ کی تحریریں میرے دل کو بہت بھاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں کچھ فرمائیں اب تک آپ کی کتنی تصانیف اور کن کن موضوعات پر ہیں اور کتنے مقالات تحریر فرمائے اور کہاں کہاں شائع ہوئے؟

جواب: بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ میرے والد ماجد علیہ الرحمہ کی طرح میں نے بھی رضویات پر کام کیا ہے جو اہل علم طبقے میں مقبول ہوا ہے۔ عقائد باطلہ کی تردید بالخصوص تردید صلح کلیت ہماری گھٹی میں شامل ہے۔ اس سلسلہ میں کافی مواد موجود ہے۔ خاص طور پر میری کتب نور ہدایت، جو قادیانیوں کے رد و ابطال میں ہے۔ حقیقت وصداقت بجواب عبادت و استعانت یہ ایک غیر مقلد وہابی کی تردید میں ہے اور چند خاص میری تالیفات جو اہل علم میں بیحد پسند کئے گئے، ہدیۂ ہاشمی، انوکھے نور کی برسات، گل افشانیاں، ہاشمی کیسٹ پر حسینی معروضات، دُرۂ حسینی، بدلتے زاویئے، ناقدانہ نظر، شرعی محاسبہ، خنجر خونخوار، افکار سنیت وغیرہ کتب گواہ ہیں۔ تقریباً ۸۵ رسائل وکتب ترتیب پاچکے ہیں، خاص طور پر ماہنامہ ''سنی آواز'' ناگپور کا اداریہ جو مستقل ایک رسالہ ہوتا ہے۔ بحمد تعالیٰ یہ رسالہ ۱۹۸۰ سے آج تک جاری ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف رسائل میں میرے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

سوال: نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ مفتی الشاہ سبطین رضا خاں قادری المعروف بہ ''امین شریعت'' قدس سرہ سے آپ کی کچھ ملاقاتیں ہوں تو بیان فرمائیں نیز حضرت کے بارے میں اگر دیگر معلومات ہوں تو ان سے بھی باخبر فرمائیں۔

جواب: میں ابتدائی تعلیم کے لئے ۱۹۵۸ء میں جامعہ عربیہ ناگپور داخل ہوا۔ اسی وقت سے میں حضور امین شریعت سے وابستہ رہا۔ حضرت ابتدا ہی سے مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ میں نے آپکو بھری جوانی سے دیکھا۔ اس عالم میں بھی آپ نہایت متقی پرہیزگار عالم دین تھے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر ابتدا ہی سے سخت عامل تھے۔ صلح کلیت ونیچریت بے دینیت سے سخت نفرت کرنے والے تھے۔ ناگپور آنے کے بعد میں برابر آپکی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ پھر حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ کے حکم پر علاقۂ چھتیس گڑھ پہنچے ملاقاتیں کم ہوئیں لیکن آپکی شفقت برابر جاری رہی حیات مبارکہ کے آخری چند سالوں سے مجھ پر خاص توجہ فرماتے تھے۔

سوال: آپ نے ان لوگوں کا ہر محاذ پر رد فرمایا ہے جو حنفیت وسنیت اور تصوف کی چادر اوڑھ کر اہل سنت و جماعت میں انتشار و افتراق کی آگ بھڑکانہ چاہتے ہیں آج بھی کچھ لوگ اسی مذموم مقصد کے حصول کے لیے کبھی اس بحث کو چھیڑتے ہیں کہ تہتر فرقوں والی حدیث موضوع ہے، کوئی اسلاف کے موقف کے خلاف اس حدیث سے بہتر غیر ناجی فرقوں کے لیے محض دخول فی النار کے موقف کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہے جب اس حدیث کو اکابر علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے اور سوائے ایک

ناجی فرقے کے باقی کے لیے خلود فی النار مراد لیا ہے، آپ اس متعلق کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب: یہ خدائے تعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم رہا ہے کہ اپنی خاندانی روایات پر جس زمانے میں جو فتنے اسلام وسنیت کے خلاف برپا ہوئے ان کا ردوابطال میں نے بھی کیا ہے۔ خدائے قدوس قبول فرمائے۔ چاہے وہ فتنے حنفیت اور تصوف کی چادر اوڑھ کر اٹھے ہوں یا اہل سنت وجماعت میں انتشار وافتراق کی آگ کو بھڑکانے کے لئے اٹھے ہوں سب کا ردوابطال کرنے کی میں نے کوشش کی ہے۔ تہتر فرقوں والی حدیث کو موضوع خلاف مذہب اہل سنت اٹھایا گیا کہ قوم میں ہماری واہ واہی ہو مزید انتشار کی آگ بھڑکے۔ یقیناً ایک ناجی فرقہ ہی خلود فی الجنۃ ہوگا۔ اور باقی فرقے خلود فی النار ہوں گے۔ اس پر علماء اہلسنت میں کافی بحثیں ہو چکی ہیں۔

سوال: اب مدارس میں جو اساتذہ اور خانقاہوں میں جو مشائخ ہیں وہ بالعموم ان خصائص سے محروم ہیں جو ماقبل کے اساتذہ ومشائخ کا طرہ امتیاز تھا اس کا اثر مریدین اور نئے فارغین پر بھی پڑ رہا ہے جیسا کہ عام مشاہدہ ہے، آپ نے جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی یا جن مشائخ سے ارادت وابستہ ہے ان کے تعلق سے کچھ ارشاد فرمائیں تاکہ نئے اساتذہ اور ڈھونگی پیروں کے لئے کچھ نقوش راہ ثابت ہوں۔

جواب: یقیناً اب مدارس میں جو اساتذہ اور خانقاہوں میں جو مشائخ ہیں وہ ان خصائص سے محروم ہیں ہمارے اساتذہ ومشائخ زمانۂ ماضی میں تھے اب کے اساتذہ ان خصایص سے محروم ہیں۔ جب اساتذہ جیسے ہونگے یقینی بات ہے کہ ان کے تربیت یافتہ نئے فارغین پر انکا گہرا اثر پڑیگا ایسے نئے اساتذہ اور ڈھونگی پیروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمارے اکابر علماء اہل سنت جو دین وسنیت کی اتھارٹی کہلاتے تھے ان کو مشعل راہ بنائیں۔ ایسے ہی ڈھونگی پیر ہمارے پاکباز محتاط حاملین شریعت واقفین طریقت پیروں کی سیرت اپنائیں ورنہ ہلاکت کے کافی اندیشے ہیں۔

سوال: مدارس میں اب نصاب میں تبدیلی کی بات ہو رہی ہے، نئے حالات کے تناظر میں سرے سے ان مطالبات کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا، مگر اس ضمن میں فارسی اور عربی میں گرامر کی کتابوں کو اردو میں پڑھانا کتنا مفید ثابت ہوگا یا ہو رہا ہے یہ زیر بحث ہے بعض مقامات پہ اسے یہ کہتے ہوئے قبول نہیں کیا گیا کہ فارسی تو یوں بھی مدارس سے ختم ہے گلستاں شاید آخری کتاب رہ گئی ہے اب اگر نحو وصرف کی فارسی زبان میں لکھی گئی کتابیں اردو میں پڑھائی جائیں تو فارسی زبان کا اور بھی نقصان ہوگا اور یہ نصاب طلبہ کو ایک مضبوط ماخذ سے دور کر دینے کے مترادف ہوگا، آپ اس تبدیلی کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جواب: نصاب میں تبدیلی کا مطلب یہ ہوا کہ اس میں جدیدیت آئے، اصل نصاب کی روح اڑ جائے یہ صرف گمراہیت کو پناہ دینے والی بات ہے۔ عربی وفارسی تعلیم کی اصل روح ہے ہمارے اکابر علما اہلسنت کو دیکھئے کہ وہ ان علوم سے آراستہ ہونے کی وجہ سے دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ عربی ادب اور فارسی ادب مضبوطی سے کورس میں باقی رکھنا چاہیئے ورنہ تعلیم کا سخت نقصان ہوگا۔

سوال: آج تصوف کے نام پر ایسی ایسی باتوں کو فروغ دیا جارہا ہےکل جس کے خلاف ہمارے اکابر نے مخلصانہ جدوجہد کی ہے،حسام الحرمین کی تصدیق سے انکار،تصدیق کے باوجود دیابنہ کی اقتدا میں نماز،ان کے دینی پروگراموں میں شرکت ،اپنے یہاں دینی محافل میں ان کی دعوت وشرکت ،رسائل اور کتابوں میں مضامین وتقاریظ وغیرہ،اہل سنت وجماعت میں اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں مگر تصوف اور صوفیہ کے نظریہ وسعت کی آڑ لے کر آج جماعت اہل سنت میں ان چیزوں کو جبرا داخل کیا جارہا ہے،اس کے خلاف آواز بلند کر نے والے کو متشدد ،شدت پسند اور جھگڑالو کہا جارہا ہے ۔یہ صورت حال بتارہی ہے کہ جماعت اہل سنت ابھی داخلی فتنوں سے بھی دوچار ہے،آخر اس فتنہ سے نپٹنے کے لئے کون سا طریقہ کار اپنایا جائے؟

جواب: تصوف کے نام پر ایسے ایسے یارانِ تصوف ابھر کر سامنے آئے ہیں جنھیں تصوف کیا ہے اسکی خبر نہیں صرف نام سن رکھا ہے وہ اس سے واقف نہیں۔ایسے لوگوں کی تصوف کے نام پر ہنگامہ آرائی،شوروشغف گمراہیت وبددینیت کو فروغ دینے کے علاوہ کچھ نہیں۔ہم دیکھ رہے ہیں کہ تصوف کے نام پر گمراہیت اور صلح کلیت پھیلائی جارہی ہے۔ گمراہ ومرتد فرقے جیسے، غیر مقلد وہابی،مقلد وہابی، دیوبندی، نیچری،تبلیغی جماعت، بنام جماعت اسلامی اوردیگر فرقِ باطلہ کو تصوف جدید کے نام فروغ دینا ہے۔یقینی بات ہے ایسے تصوف دلدادہ لوگوں کے لئے جائے پناہ طاہر منہاجی، ابن تیمیہ وابن قیم جیسے لوگ ہی ملیں گے۔ ان کی جائے پناہ وہی لوگ ہوں گے جن کو علماء اہل سنت گمراہ وگمراہ گر قرار دیدیا ہے۔اور یہی اہل تصوف جو گمراہیت پر قائم ہیں ان گمراہ ومرتد فرقوں کی خوب تعریف وتوصیف کرتے ہیں،اور یہی علم وعرفان سے بے بہرہ میڈیا والے اور دیگر ذرائع سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ پر تنقید کر کے ماحول کو پرگندہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ اپنے تصوف کے ذریعہ سے اکابر علماء دیوبند جن پر ان کی کفری عبارت کی بنیاد پر علماء عرب وعجم نے کفر کا حکم دیا ہے اسکو مٹانے کی ناپاک کوشش وسازش میں لگے ہوئے ہیں۔

سوال: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے وصال کو بہت جلد سو سال مکمل ہوجائیں گے ،جماعت اہل سنت میں عالمگیر سطح پر ''جشن امام احمد رضا'' منانے کی تیاریاں چل رہی ہیں۔ہر تنظیم اور مدارس اپنے اپنے اعتبار سے اس کی تیاریاں کررہے ہیں اس سلسلہ میں یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے جو اس جشن کو علمی یادگار اور تاریخ ساز بنادے،آپ اس جشن کی کامیابی کے لئے کن خطوط پہ کام پسند کریں گے؟

جواب: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وصال کو کم وبیش سو سال ہورہے ہیں،اسپر آپکی رائے سے میں متفق ہوں کہ عالمگیر سطح پر اعلیٰ حضرت پر کام کیا جانا چاہیئے رسائل اور کتب کی شکل میں علمی مواد عربی،فارسی،انگریزی وہندی ملکی اور غیر ملکی زبانوں میں زیادہ سے زیادہ کام ہونا چاہئے۔میرا رسالہ سنی آواز بھی اسی کام میں منہمک ہے۔

سوال: حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ جن کی علم وفضل اورتقوی وطہارت میں پورے عالم میں ایک نمایاں شناخت ہے ان کے لکھے ہوئے ایک تحقیقی فتوے کو ایک محض بی-اے پاس ایک شخص نے کہ جس کوعلم دین سے بالکل لگاؤ نہیں نشانہ بنایا اوران کے لیے نازیبا کلمات استعمال کیے وہیں ایک نوخیز مولوی کہ جس کے منہ سے ابھی دودھ کی بوتک نہیں گئی ہوگی اس نے اسی گستاخی قرار دیا آپ کی اس فتوے کے متعلق اوران لوگوں کے رویے کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے۔

جواب: حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شان میں جس معاند نے جوگستاخی کی ہے اسکی ہم مذمت کرتے ہیں۔

سوال: سہ ماہی رسالہ ’’امین شریعت‘‘ بریلی شریف اپنے ایک سالہ اشاعتی سفر کو مذہب ومسلک کی حمایت وحفاظت کے عزم کے ساتھ طے کر چکا ہے اس کے قارئین کے لیے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: رسالہ امین شریعت اسلام وسنیت کے افق پر نہایت چمک دار جان دار رسالہ ہے۔ اسلام وسنیت کی حفاظت اور گمراہ وکافر مرتد کے ردوابطال کے لئے بہترین رسالہ ہے۔ واقعی یہ مسلک اعلیٰ حضرت کا صحیح ترجمان ہے،ہم اسکے لئے دعا گو ہیں۔

شخصیات

حیات فقیہ اعظم مفتی عبدالرشید خان نعیمی فتحپوری

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

ولادت باسعادت:

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خان صاحب نعیمی قدس سرہ، کی ولادت باسعادت، ۱۷؍رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۵؍نومبر ۱۹۰۵ء کو کان پور اور الٰہ باد کے درمیان جی ٹی روڈ پر واقع ضلع فتح پور کے ایک گاؤں ہسوہ کے زیدون محلہ میں ہوئی۔

خاندان: آپ کا تعلق یوسف زئی پٹھان خاندان سے تھا۔ آپ کے والدگرامی محترم منشی عظیم دادخاں صاحب مرحوم فتح پور کے مشہور زمینداروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ اہل علم سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ آپ کا پورا خاندان نیک نامی کی اعلیٰ مثال تھا۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کی، مناظر ہند حضرت علامہ سید قطب الدین صاحب سہسوانی سے بھی ابتدا میں شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے برادر کبیر حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز خاں صاحب علیہ الرحمہ جامعہ نعیمیہ میں پہلے سے داخل تھے لہٰذا آپ بھی ۱۹۲۰ء میں جامعہ نعیمیہ میں داخل ہو گئے۔ وہاں رہ کر آپ نے حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور دیگر اساتذہ سے اکتساب علم فرمایا۔

دستار فضیلت: ۲۲؍شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء میں جامعہ نعیمیہ سے سند فضیلت و دستار سے نوازے گئے۔ آپ نے اپنی دستار فضیلت کے موقع پر جلسہ میں تقریر بھی فرمائی۔ آپ کے استادگرامی مفتی عمر نعیمی علیہ الرحمہ نے السواد الاعظم میں آپ کی تقریر کا ذکر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

’’حضرت قبلہ (صدر الافاضل) مدظلہ العالی کی اس تقریر کے بعد طلبہ کی طرف سے مولوی عبدالرشید فتحپوری نے اٹھ کر برجستہ و برمحل تقریر کی۔ جس میں مدرسہ اور اساتذہ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ اور اظہار کیا کہ، درحقیقت آپ کے الطاف و عنایات وہ تھے کہ ہم والدین کی محبتوں کو بھول گئے۔ اور ہمیں فراق کے کلمے بہت شاق گزرے۔ ہم عاقبت میں بھی آپ کے دامنوں کے ساتھ وابستہ رہنے کے آرزومند ہیں۔ تمام ہدایات پر جان ودل سے عامل رہیں گے۔ اور فرماں برداری میں کبھی قصور نہ ہوگا۔ یہ تقریر مولوی عبدالرشید صاحب نے ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ فرمائی، کہ ہر شخص آفرین کہہ رہا تھا۔ [السواد الاعظم مراد آباد، رمضان، ۱۳۴۵ھ ص ۱۳، ۱۴]

اسی سال آپ کے ساتھ مفتی احمد یار خاں نعیمی اور مفتی محمد یونس سنبھلی صاحب سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی بھی فراغت ہوئی۔

مدارس و اساتذہ:

آپ نے علوم مروجہ کی تکمیل خصوصاً جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے فرمائی۔ اساتذہ میں خاص کر صدر الافاضل سے مستفید و مستفیض

ہوئے۔

اپنی مادر علمی جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے متعلق آپ کا درج ذیل تاثر قابل مطالعہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ''فرماتے ہیں:

''ہندوستان بھر میں گنتی کے چند مدرسے بڑے مدرسے کہلانے کے مستحق ہیں ان میں سے ایک ہمارا مدرسہ ہے جس کا نام مدرسہ اہل سنت وجماعت (جامعہ نعیمیہ) مرادآباد ہے۔۔۔۔۔۔۔راجپوتانہ میں جب ارتداد کا سیلاب اُمڈا تو اس وقت سب سے پہلے میدان میں آنے والا یہی مدرسہ اور اس کے سرپرست وطلبا تھے جنھوں نے اپنے سرگرم مساعی سے میدان ارتداد میں آریوں کی کوششوں کو ناکام کر دیا اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ اسلام کے ولولے دلوں میں پیدا کئے۔ اسی مدرسہ کی سرگرمیوں نے ملک کی دوسری جماعتوں کو ابھارا اور انہیں میدان عمل میں لاکر خدمت اسلام کے لئے کھڑا کر دیا۔'' [السواد الاعظم مرادآباد، ذوالقعدہ ۱۳۴۷ھ ص ۱۵، ۱۷]

اپنے خصوصی کرم فرما اور استاد گرامی حضور صدر الافاضل کی بے لوث خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ تمام فیوض حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم کے وجود مبارک کے ہیں۔ اور اس مدرسہ کے لئے سب سے زیادہ قابل فخر یہی ہے کہ اس کو حضرت ممدوح کی سرپرستی کی عزت حاصل ہے حضرت موصوف نے مدرسہ کے لئے اپنا وقت ومال اور سب کچھ وقف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی ذات مبارک کو مدت ہائے دراز تک مسلمانوں کے سروں پر سایہ فگن رکھے۔ اور آپ کی برکات سے مسلمانوں کو مستفیض فرمائے۔'' [مرجع سابق]

شرف ارادت وخلافت: ۱۹۲۴ء میں حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ اور ۱۰/ربیع الاول ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۶/اگست ۱۹۲۹ء بروز جمعہ تمغۂ خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

درس وتدریس: ملک کی متعدد مشہور دانش گاہوں میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ جن میں جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف اور جامعہ عربیہ ناگپور خاص کر قابل ذکر ہیں۔ حضرت سید اظہار اشرف صاحب جامعہ اشرفیہ اور جامعہ عربیہ میں آپ کی تدریسی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت کی پارسائی وجذبہ ذہنی کا سبھی کو اعتراف رہا ہے کچھ عرصہ تک جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں بھی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور موجودہ دور کے خانوادۂ اشرفیہ کی جلیل القدر ہستیوں میں آپ سے اکتساب فیض کرنے والے موجود ہیں اور اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی کچھوچھا مقدسہ کا ہر وہ فرد جس کو حضرت کی صحبت میں رہنے کا کچھ بھی اتفاق ہو گیا ہے وہ آج بھی یاد کرتا ہے کچھوچھا مقدسہ سے تشریف لے جانے کے بعد سرزمین ناگ پور میں جامعہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک عربی ادارہ قائم فرما کر مدھیہ پردیش میں مسلک اہل سنت کا ایک مستحکم قلعہ تعمیر کر دیا اور آج بھی بحمدہ تعالیٰ وہ ادارہ سنیت کی اشاعت میں نمایاں کام انجام دے رہا ہے۔'' [حیات مخدوم الاولیاء، ص ۴۱۲، ۴۱۳]

حج وزیارت: آپ نے دو حج ادا کئے۔ پہلا حج ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں۔ اور دوسرا حج ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں۔

پہلے حج سے متعلق الفقیہ اخبار میں ''دیار حبیب کا پیار مسافر'' کے عنوان سے آپ کی روانگی کی خبر بھی شائع ہوئی۔ہم یہاں اسے نقل کردینا مناسب سمجھتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

''مسلمانان سی پی وبرار کو یہ خبرسن کر بے حد خوشی ہوگی۔کہ ایک مدت سے شوق زیارت حرمین کی سلگتی آگ اپنے سینے میں لے کرحضرت مفتی اعظم شیخ الجامعہ عربیہ دامت برکاتھم القدسیہ اس سال ۲۹ر ستمبر کو محمدی جہاز سے بہ نیت حج وزیارت ارض حجاز کو روانہ ہوگئے ہیں۔حضرت کا یہ مبارک سفر یکا یک ہوا۔یہی وجہ ہوئی کہ ہمارے اکثرحضرات کو خبر نہیں ہوئی۔بوقت رخصت حضرت موصوف نے عقیدت کیش نیازمندوں کے ہجوم میں نہایت دردبھرے انداز میں مسلمانان ہند کی فلاح واقبال کے لئے دعا فرمائی۔اور چلتے وقت عربی درسگاہ کی ایک ملی امانت جس کی آبیاری خود حضرت موصوف نے فرمائی ہے۔مسلمانان سی پی کے دینی التفات اوراسلامی وادیوں کے سپرد فرمایا۔اپنی پراثر دعا جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مولائے کریم یہ دن تمام مسلمانوں کو نصیب فرمائے۔کہ وہ دیار حبیب کی زیارت کریں۔اپنی سوختہ بختی کے ہم ہندی غلام بھی بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ خداوندقدوس سی پی کے اس محسن اعظم اورارض حجاز کے اس پیارے مسافرکو اپنی بے پناہ برکتوں کے ساتھ رحمت وفیضان کی سعادتوں میں بخیریت واپس لائے۔تاکہ ہم مھجور نیاز کیشوں کو زائرحرم کی زیارت سے حصول تبرک کا موقع ملے۔فقط۔ناظم نشرواشاعت جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپوری پی''[الفقیہ،امرت سر،۲۱/۲۸ر اکتوبر ۱۹۴۸ء ص۹]

تبحر علمی: آپ معقولات ومنقولات کے جامع تھے۔علوم مروجہ میں ہر علم پر کامل عبور حاصل تھا۔تفقہ فی الدین آپ کی طبیعت پر زیادہ غالب تھا۔فن تجوید وقراءت ،منطق ،فلسفہ،حدیث واصول، جملہ علوم وفنون میں ماہراور یکتائے روزگار تھے۔آپ کے تبحر علی کی ایک مثال یہاں پیش کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

صدرالافاضل کے زیر سرپرستی نکلنے والے رسالہ ''السواد الاعظم مرادآباد'' میں فقہی معمے کا ایک کالم ہوتا تھا۔جس میں ماہ بماہ چند علمی پہیلیاں پیش کی جاتیں تھیں۔اوران کو سلجھانے کی دعوت فکردی جاتی تھی۔

ماہ جمادی الاخری ۱۳۴۵ھ ص۱۹، میں درج ذیل جواب طلب سوالات ''فقہی معمے'' کے نام سے پیش کئے گئے۔

(۱) وہ کون موزوں پر مسح کرنے والا شخص ہے جس کو مدت مسح گزرنے پر بھی موزوں پر مسح کرنا جائز ہے؟

(۲) وہ کون موزہ ہے جس پر مسح کرنے کے بعد موزے کو پاؤں سے نکالا تو پاؤں دھونا نہیں چاہئے؟

(۳) وہ کون موزے ہیں جن کو طہارت کاملہ پر پہنا اور نکالا بھی نہیں مگر پاؤں دھونے واجب ہیں؟

(۴) وہ عورت ہے جس کے بچہ پیدا ہونے کے بعد ہی خون جاری ہونے پر بھی وہ صاحبہ نفاس نہیں؟

(۵) وہ کون آیت تامہ ہے جس کا پڑھنا جنب کو بے نیت دعا جائز ہے؟

(۶) وہ کون وضو کرنے والا معذور ہے جو اس وضو سے دوسرے وقت کی ادا نماز پڑھ سکتا ہے؟

ان سوالات کے جوابات جو سب سے پہلے موصول ہوئے۔اور رسالہ ''السواد الاعظم''میں، رجب المرجب، ۱۳۴۵ھ کو شائع ہوئے۔وہ فقیہ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے تھے۔اس وقت حضرت جامعہ نعیمیہ میں زیر تعلیم تھے۔مفتی عمر نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''فقہی معموں کے جواب کئی جگہ سے موصول ہوئے لیکن مولوی عبدالرشید صاحب متعلم مدرسہ اہل سنت مرادآباد کے جواب سب سے پہلے موصول ہوئے۔طبع کئے جاتے ہیں۔''

جوابات بھی پیش ہیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) جس کو موزہ اتارنے سے سردی کے باعث پاؤں ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہو مدت سے زیادہ مسح کرسکتا ہے۔عالمگیری میں ہے: ولو خاف من نزع خفيه على ذهاب قدميه من البرد جاز له المسح وان طالت المدة هكذا في بحر الرائق

(۲) دو تہ والے موزہ کی ایک تہ اتار دینے سے پاؤں دھونے یا مسح کا اعادہ ضروری نہیں۔

ہندیہ میں ہے۔

واذا مسح على خفين ذى طاقين فنزع احد الطاقين لا يعيد المسح على الطاق الاخر۔

(۳) اگر موزے میں پانی بھر کر پاؤں کا زیادہ حصہ دھل گیا تو مسح جاتا رہا در مختار میں ہے۔

وينتقض أيضا بغسل أكثر الرجل فيه لو دخل الماء خفه، هٰكذا في الهنديه۔

(۴) جس عورت کے زخم شکم کے باعث ولادت ناف سے واقع ہوگئی اس کا خون نفاس نہیں۔عالمگیری میں ہے۔

ولو ولدت من قبل سرتها بأن كان ببطنها جرح فانشقت وخرج الولد منها تكون صاحبة جرح سائل لا نفساء، هٰكذا في الظهير والتبيين۔

(۵) جب کہ آیت مبارکہ بسم الله الرحمن الرحيم کا بہ نیت ثنا اور متوحش خبر پر انا لله وانا اليه راجعون یا ایسی ہی کسی چھوٹی آیت کا عادۃ پڑھ دینا جائز ہے۔کبیری میں ہے۔

لو سمع خبرا سارا الحمد لله اور خبر سوء فقال انا لله وانا اليه راجعون و كذا قراءة بسم الله الرحمن الرحيم على وجه الثناء لا على قصد القرآن يجوز۔عالمگیری میں ہے۔

ولا تحرم قراءة آية قصيرة تجرى على اللسان عند الكلام كقوله تعالى (ثم نظر) أو (ولم يولد) هكذا في الخلاصة۔

(۶) جس صاحب عذر نے عید کی نماز کے لئے وضو کیا اسی وضو سے ظہر پڑھ سکتا ہے۔

ہندیہ میں ہے۔لو توضأ المعذور لصلاة العيد له أن يصلي الظهر به۔

ناچیز عبدالرشید فتحپوری

[''السواد الاعظم''میں، رجب المرجب، ۱۳۴۵ھ ص ۲]

خدمات: آپ نے مذہبی، ملی، سیاسی، سماجی، ادبی، علمی ہر میدان میں کارنامہائے نمایاں انجام دئے۔آپ کی خدمات کا احاطہ ایک مشکل

امر ہے۔جامعہ عربیہ ناگپور آپ کا ایک بڑا کارنامہ ہے ۔اس ادارہ کو آپ نے خود قائم کیا تھا۔۷رذیقعدہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۹رجنوری ۱۹۳۸ء محلہ نعل صاحب ناگپور میں یہ ادارہ معرض وجود میں آیا۔اور آپ کی بے لوث جدوجہد سے مشہور مدارس کی صف میں شامل ہوگیا۔آپ اس ادارہ سے آخری دم تک وابستہ رہے۔

تلامذہ: تلامذہ کی ایک لمبی چوڑی فہرست ہے۔چند مشہور تلامذہ کے اسماء حسب ذیل ہے۔

(۱) حضرت علامہ مولانا سید مختار اشرف نعیمی کچھوچھوی
(۲) حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین نعیمی کچھوچھوی۔
(۳) حضرت مولانا آل حسن نعیمی سنبھلی
(۴) حضرت علامہ ارشد القادری مصباحی بلیاوی
(۵) حضرت علامہ عبد الرؤف مصباحی بلیاوی
(۶) حضرت مولانا سید شاہ امیر اشرف کچھوچھوی

تصنیفات: تدریس سے گہرا ربط ہونے کے سبب تصنیف وتالیف کو زیادہ وقت نہ دے سکے۔البتہ چند کتابیں ایسی تحریر فرمائیں جنہیں قبول عام حاصل ہوا۔

ہندوپاک کے مشہور اخبارات ورسائل ،جیسے اخبار"الفقیہ امرت سر" اور رسالہ "السواد الاعظم" مرادآباد، میں آپ کے مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔اگر یکجا کرکے ترتیب دئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوجائے۔

تسہیل المصادر: آپ کی تصنیفات میں زیر نظر کتاب تسہیل المصادر بھی ہے۔فارسی ادب میں یہ ایک بنیادی کتاب ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوپاک کے اکثر مدارس میں یہ کتاب نصاب میں داخل ہے۔اور اس میں صدرالافاضل کی کرم فرمائی شامل ہے۔مولانا سید عبد الواحد صاحب انسپکٹر تعلیم بریلی شریف کے نام صدرالافاضل کے درج ذیل خط سے جس کی شہادت ملتی ہے۔آپ نے سید صاحب کو تحریر فرمایا:

"مولانا عبد الرشید خاں صاحب سلمہ جے پور کے ہیں۔
تشریف لاتے ہیں۔انہوں نے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک ابتدائی قاعدہ تصنیف کیا ہے۔جس کی خوبی آپ ملاحظہ سے معلوم فرمائیں گے۔
اگر آپ کے ماتحت مدارس میں یہ رائج ہوجائے تو مولانا موصوف کی حوصلہ افزائی ہوگی۔۔۔۔۔والسلام

محمد نعیم الدین عفی عنہ

تاثرات: آپ کی ذات والاصفات علمائے کرام کے درمیان مستند ومسلم تھی۔آپ کی دینی سرگرمیاں،علمی کارنامے،مذہبی بے لوث خدمات،آپ کے تقوی وپرہیزگاری،کے اعتراف میں مشائخ ومعاصر علمانے اپنے قیمتی تاثرات سپرد قرطاس فرمائے۔ہم یہاں دو چند نقل کردیتے ہیں۔

صدرالافاضل: آپ کے استاد گرامی حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"مبسملا وحامدا ومصليا

حقیقت امر یہ ہے کہ جامعہ اور اس کے بانی عزیزی مولوی محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اس سے مدجہا زیادہ مدح وثنا کے مستحق ہیں جتنا ہم اپنی زبان سے کہیں یا قلم سے لکھیں جو ایثار مولانا موصوف نے دیا اور اپنے آپ کو مٹاکر جس حیرت انگیز طریقے پر جامعہ کو اس قلیل

شخصیات

عرصے میں ترقی کی منزل پر پہنچایا کوئی معائنہ نویس اس کو پوری طرح ادانہیں کرسکا مولیٰ سبحانہ ،مولانا کے عمروحیات وجاہ واثر میں برکت فرمائے اورروزافزوں ترقیاں عطا کرے۔آمین۔'' محمد نعیم الدین عفی عنہ المعین

۱۹؍صفر ۱۳۶۳ھ [حیات فقیہ اعظم ص۶]

مفتی اعظم ہند:

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

''اس دور کا تو کہنا کی کیا ہے جب حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ خود درس دیتے تھے۔اس باغ سنت میں۔۔۔۔۔مولانا مفتی عبدالرشید خانصاحب۔۔۔۔وغیرہ جیسے پھول کھلے ہیں۔

[روداد جامعہ نعیمیہ مرادآباد)

صدرالشریعہ:

صدرالشریعہ فرماتے ہیں:

''مفتی صاحب اوراساتذہ کی بےلوث خدمات قابل قدر ہیں''[حیات فقیہ اعظم ص۶]

محدث اعظم ہند:

حضور محدث اعظم ہند فرماتے ہیں:

''مجھے اچھی طرح یاد آ گیا کہ اس وقت بانی جامعہ حضرت مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب دامت برکاتھم کے ایثاروقربانی کی کرامت نے مجھ کوحیرت میں ڈال رکھا تھا۔''[حیات فقیہ اعظم ص ۱۴]

سید محمد جیلانی محامد:

حضرت سید محمد جیلانی محامد مدیر المیزان بمبئی،رقمطراز ہیں:

''لیکن وہ مردمجاہد جسے آج کی اسلامی دنیا بقیۃ السلف مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی عبدالرشید صاحب کے نام سے جانتی ہے۔۔۔۔۔۲۴؍دسمبر ۱۹۷۴ء کودارفانی سے رخصت فرما کرمحبوب حقیقی سے جاملے۔۔۔۔۲۷؍دسمبر ۱۹۷۴ء کوایک کھلے اجلاس میں شیخ الجامعہ کے انتقال کوملت اسلامیہ کا بھاری نقصان قرار دیا ہے۔''[المیزان،جولائی،اگست،۱۹۷۶ء ص۱۹، ۲۳]

سفرآخرت: ۹؍ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴؍دسمبر ۱۹۷۴ء بعد نماز عصر آپ دارفنا سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔دوسرے روز بقرعید کے دن بعد نماز ظہر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔اورمومن پورہ مرکزی قبرستان میں واقع اولیاء مسجد سے متصل آپ مدفون ہوئے۔آپ کا آستانہ آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔اوروصال کی تاریخ میں آپ کے اخلاف عرس کی تقریبات بھی منعقد کرتے ہیں۔

اللہ پاک حشرتک آپ کی مرقد پرانوار پرنورافشانی فرمائے۔اورہمیں آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

نوری دارالافتاء مدینہ
مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

شخصیات

علامہ محمد محمود عالم رونق ضیائی فردوسی

کی حیات وخدمات کا مختصر خاکہ

مفتی محمد مقصود عالم ضیائی (کرناٹک)

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

اس دلکش ودل پذیر کائنات نے بے شمار ماہ ونجوم، لعل و گہر اور قیمتی وانمول جواہر پاروں کو اپنے دامن حیات میں چھپا رکھا ہے، جہاں تک ہر ایک کی رسائی محال نہیں تو ناممکن ضرور ہے، ان گنت ایسی چیزیں ہیں جن سے ساعت بے خبر ہے۔آنکھیں دیدار سے محروم ہیں، قلبی میلان بھی نہیں ہے چونکہ واقفیت ہی نہیں تو لگاؤ، جھکاؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔کیوں کہ کسی سے تعلق کے لئے اس کی معرفت کا ہونا لازمی ہے، بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کا وجود گرد ونواح ہی میں ہوتا ہے لیکن عدم شہرت کے باعث اس کی خوبیاں، رعنائیاں، کمال و جمال اور دل فریب، دیدہ زیب، حسن و ملاحت چادر خفا میں رہ جاتی ہے اور اطراف واکناف میں رہنے والوں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگ پاتی ہے، ایسی ہی حالتیں ان عظیم و برتر شخصیات کی بھی ہوتی ہیں جو جلوت سے زیادہ خلوت نشینی کے حامل ہوتے ہیں، ہمارے درمیان رہتے ہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں، اٹھتے ہیں، بیٹھتے ہیں، سارے معاملات دنیوی انجام دیتے ہیں اس کے باوجود ان کی اصلیت وحقیقت پر پردہ پڑا ہوتا ہے، دیکھنے والی آنکھیں ظاہرا کچھ دیکھتی ہیں لیکن باطنا کچھ اور ہی ہوا کرتا ہے، جس کی کثیر مثالیں صدر تواریخ پر مرتسم ہیں، اوراق ماضیہ کی تہوں میں ڈھونڈنے پر گوہر نایاب دستیاب ہوتا ہے تو حیرت واستعجاب کی ایک پر بہار دنیا آباد ہوجاتی ہے اور آب گینۂ قلب وجگر سے ایک آواز بلند ہوتی ہے کہ کاش یہ دولت بے بہا حیات مستعار میں مل جاتی تو اسے سرمۂ نظر بنالیتا۔

انہیں عبقریات میں ایک نام حضرت علامہ ومولانا محمد محمود عالم ضیائی فردوسی کا بھی ہے، جو گونا گوں کمالات ومحاسن سے آراستہ ہوتے ہوئے بھی صوفیت اور درویشی کی چادر اوڑھ کر دنیا کی ہنگامہ آرائیوں سے بے نیاز تھے۔عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، شب باشی ونالۂ نیم شبی کی دولت لازوال سے مالا مال تھے، حقوق اللہ و حقوق العباد کی پاسداری ان کا نشان امتیاز تھا۔صبر، حلم وبردباری اور عجز وانکساری کے مجسمہ تھے، امانت ودیانت داری، راست گوئی و بے باکی ان کا خصوصی وصف تھا۔زمانے کے بے شمار مظالم آئے اس کو خندہ پیشانی سے سہہ گئے اور حرف شکایت کی لکیریں بھی افق ذہن پر نہ ابھریں، انتقامی جذبات کے شعلے بھی نہ بھڑکے، حدود الہیہ سے قدم نے تجاوز بھی نہ کیا، ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

رونق ضیائی بھاگل پوری مختصر حیات وخدمات:

۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۱ء کو سبحان پور کٹوریہ بھاگل پور کی زرخیز و پر بہار زمین پر علمی وادبی گھرانے میں آپ کی ولادت با

بنگال، بھاگل پور، مونگیر، گڈا، دیوگھر، جن کی نکہت علمی سے مشکبار و معطر ہے۔

رونق ضیائی کی والدہ ماجدہ بی بی صدیقہ خاتون بھی نیک طینت کی حامل تھیں، عفت مآب و پردہ نشین تھیں، خاتون جنت کی سیرت و کردار کا عکس جمیل تھیں، صوم و صلاۃ اور اتباع شریعت کی پابند تھیں، علمی و اسلامی خانوادے سے تعلق رکھتی تھیں، زیور علم و ادب سے خود بھی آراستہ تھیں، دین دار و دین پرور تھیں، چنانچہ مذہبی و دینی اور علمی ماحول کا اثر آپ پر بھی بھرپور ہوا۔ جو مستقبل میں عظیم فوائد و برکات کا موجب بنا، مؤسس جامعہ خیریہ نظامیہ حضرت علامہ و مولانا مفتی فرخند علی قدس سرہ نے آپ کا نام نامی محمد محمود عالم رکھا اور آپ کے حق میں دعائے خیر کی، چار سال کی تکمیل میعاد کے بعد رسم بسم اللہ خوانی بانئ خیریہ نے کرائی۔

تعلیم وتدریس:

موصوف کی ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی، مادر مہربان نے ناظرہ کی تعلیم سے آراستہ کیا، اسلامی اخلاق و کردار کے جام شیریں سے اسلامی تہذیب وتمدن کی پیاس بجھائی، قرآن اور اردو خوشخط واملا سے واقفیت کے لئے مقامی مکتب میں روانہ کئے گئے، مولوی کرامت حسین نے ان علوم وفنون سے آشنائی دی، قطب عالم مفتی محمد منور حسین نقشبندی علیہ الرحمہ نے عمر پور میں خیر المدارس دینی اشاعت و ترویج اور احکام الٰہیہ و قانون شرعیہ سے اہل ایمان کو آگاہی و واقفیت دلانے کے لئے ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۸ء میں مرکزی دانش گاہ کی داغ بیل ڈالی تھی، جہاں سے علم و عرفان کی نورانیت بن کر جہان اسلام کو منور و تابناک کر رہے تھے، جس کے معیاری تعلیم و تربیت کی شہرت عروج پر تھی، گھریلو تعلیم سے مزین ومرسع ہوکر بارھویں سال میں ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء کو خیر المدارس میں داخل ہوئے۔ امام الفارسی حضرت علامہ مولانا محمد شرف الدین المعروف چھوٹے حضرت علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا، فارسی کی مکمل تعلیم کے بعد شیخ الاسلام محمد منور حسین نقشبندی علیہ الرحمہ سے عربی کتابیں پڑھیں، صرف ونحو، فقہ و ادب اور جماعت ثالثہ کی تمام کتابوں کا کامل درس والد گرامی سے ہی حاصل کیا، درس نظامی کی معیاری و اعلیٰ تعلیم کے حصول کی غرض سے ۱۴/ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء میں تاریخ ساز شہر شہسرام رہتاس کی سرزمین پر قائم شدہ گلستان علم و ادب، شعر و سخن مسمیٰ بہا دار العلوم خیریہ نظامیہ میں داخلہ لیا، اور مطولات کی ساری کتابیں پڑھ کر اس چمنستان علمی سے خوب خوب فیضیاب ہوئے، اس انسانیت نواز تاریخ ساز مرکزی ادارہ دار العلوم خیریہ نظامیہ سے ۶/ شعبان ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء میں سند فضیلت سے نوازے گئے۔ اساطین ملت کے مقدس ہاتھوں سے نیابت رسول کا زریں تاج زیب سر کیا گیا۔

اساتذہ:

حضرت مفتی محمد منور حسین نقشبندی (والد گرامی علیہ الرحمہ)

حضرت مولانا وجاہت حسین سہسرامی

حضرت علامہ مفتی صدیق صاحب سہسرامی

سعادت ہوئی، نسبا آپ خزرجی، مذہبا حنفی، مشربا فردوسی اور مسلکا بریلوی تھے۔ بقول موصوف کے نسب نامہ موجود تھا، لیکن سیلاب آنے کے باعث وہ ضائع ہوگیا، اسی نسب نامے کی وجہ سے عمرپور میں حضرت عمر شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار اقدس کے اطراف واکناف کی زمین کو کورٹ کے ذریعے مقدمہ جیت کر حاصل کیا گیا تھا، اس دستاویز کے خرد برد ہونے کے سبب کامل نام تسلسل کے ساتھ محفوظ نہیں ہیں۔ مثلا مولانا محمد محمود عالم انصاری ابن مفتی محمد منور حسین انصاری ابن محمد عرفان انصاری ابن عبدالرحمن قادری انصاری بس یہی چار پیڑھی تک اس وقت نام موجود ہیں، باقی نام واسناد کی تلاش جاری ہے، موصوف فرماتے تھے کہ مدینہ شریف سے تجار کا قافلہ سندھ اور ملبار وتملناڈو ودیگر ساحلی علاقے میں آتا تھا، چند لوگ ہند میں ہی بود و باش اختیار کر چکے تھے، دارالعلوم خیریہ میں برادر اکبر مولانا خورشید انور ضیائی نے انتہائے کلام فرمایا کہ ہند میں کسی کا نسب باعتبار عرب صحیح ودرست نہیں ہے کیوں کہ ایک اہل ہند نے ہی زیادہ تر یہاں اسلام قبول کیا ہے اور وہی لوگ حرفت وصنعت سے منسوب ہوکر مشہور ہوئے ہیں۔ کافی طویل عرصے کے بعد اپنا نسب اہل عرب سے لوگوں نے جوڑلیا ہے، موصوف چونکہ راقم الحروف اور مولانا خورشید انور ضیائی کے والد ہیں، اس گفتگو کے درمیان آپ بھی موجود تھے آپ نے ان کے کلام کی نکیر فرمائی اور وضاحت کی کہ عزیزم ایک حد تک تو آپ نے درست بیان کیا لیکن کامل طور پر یہ کہنا درست نہیں ہے اور تاریخی پس منظر میں کامل توضیح وتشریح کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اصل نسب نامہ اور اسناد بھی ہند میں برقرار ہے، یہ زمانہ ۱۹۹۰ء کا تھا اس وقت آپ نے اپنے نسب کے بارے میں بھی اظہار خیال فرمایا تھا، آپ نے ذکر کیا کہ ان کے آباء واجداد اہل مدینہ تھے، سندھ میں سکونت اختیار کر لی تھی، کچھ عرصہ بعد وہاں سے ہجرت کر کے جون پور یوپی میں مقیم ہوئے۔ وہاں سے بھاگل پور ناتھ نگر آئے اور یہیں آکر رہ گئے، پردادا کی شادی غریب پور میں ہوئی، انہوں نے سسرال ہی میں قیام کرلیا، دادا کٹوریہ آکر اقامت پذیر ہوئے اور اب تک اہل خاندان یہیں موجود ہیں۔

صوفیۃ الزمن کی پرورش و پرداخت ایک مذہبی اور خالص اسلامی اور علمی وادبی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے پدر بزرگ وار جلالۃ العلم والادب شیخ الاسلام والمسلمین مفتی محمد منور حسین علیہ الرحمہ اپنے دور مسعود میں ایک متبحر عالم دین، فقیہ کامل، قاضی ملت، صوفی باصفا، درویش کامل، ارباب فکر ونظر اور زہد وتقویٰ وورع کے امام تھے۔ درس وتدریس کے فنون لطائف ودقائق پر کامل عبور رکھتے تھے، دانش گاہ ہفت اقلیم کے بے تاج بادشاہ تھے، لوح وقلم اور قرطاس کے ماہرین میں ان کا شمار ہوتا تھا، عربی نگارشات وادب میں علاقے کے ماہرین پر تفضّل وتفوق کا یہ عالم تھا کہ جن کے روبرو بڑے بڑے ارباب فن کی جبین نیاز عقیدت سے خم نظر آتی تھی، اہل خرد اور ارباب نظر پر ان کی قیادت و حاکمیت مجازی مسلمات میں سے ہے۔ تاریخی شواہدات کی ضیابار کرنوں میں جس سے انکار کی کسی میں مجال وجراءت نہیں، جن کے فیضان علمی سے ایک جہاں مستفیض ومستنیر ہوا، خصوصا بالخصوص پیدنا پور، بانکا،

بڑے حضرت علامہ ضیاء الحسن محدث سہسرامی

امام الفارسی علامہ محمد شرف الدین نوری

مولوی کرامت حسین صاحب

رفقائے درس:

حضرت مولانا عبدالکریم انور ضیائی اورنگ آبادی

حضرت مولانا مفتی محمد ظل الرحمٰن رحمت ضیائی بھاگل پور

حضرت مولانا ادریس ضیائی

نکاح اول:

فراغت سے ایک سال قبل ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں عم محترم حضرت علامہ حافظ وقاری حکیم محمد حبیب الرحمٰن نقشبندی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر بی بی طیبہ خاتون اسم با مسمیٰ سے عقد مسنون ہوا، جن سے دو شہزادے اور ایک شہزادی ہوئی۔

نکاح ثانی:

پہلی بیوی کے وصال کے بعد دوسری شادی ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں ماموزاد سالی بی بی زبیدہ خاتون سے ہوئی جو محمد سلیمان صاحب مرحوم کی دختر نیک اختر ہیں، جن سے بھی دو شہزادے اور ایک شہزادی ہیں، اولادو امجاد کل چار لڑکے دو لڑکیاں ہیں، زوجۂ اول سے مولانا خورشید انور ضیائی، حافظ محمد افتخار محمود اور بی بی خاتون ہیں، بیٹی کم سنی میں اللہ کو پیاری ہوگئیں، زوجۂ ثانی سے محمد اظہار اشرف فردوسی، راقم الحروف اور شرفیہ بانو ہیں، جو بقید حیات ہیں۔

بیعت وارادت:

تقریباً ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۶۹ء میں امام الصوفیہ نیر الاتقیا پیر طریقت عارف باللہ مولانا سید الشاہ محمد کمال الدین فردوسی حسینی و حسنی علیہ الرحمۃ والرضوان مرداد نالندہ بہار کے دست حق پرست پر سلسلۂ فردوسیہ سے منسلک ہوئے، مسلسل تین سال کے با مشقت مجاہدہ کے بعد ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء میں خلافت و اجازت، سلاسل اربعہ سے بہرہ مند ہو گئے۔

یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔۔۔۔۔۔

صفحہ ۱۵ کا بقیہ

صاحب قبلہ۔ جن کی سرپرستی میں آپ نے حضور امین شریعت کی پاکیزہ سیرت کو ترتیب دے کر آنے والی نسلوں کو حیات جاودانی کے بانکپن کا شعور عطا کر دیا ہے۔ دراصل ان نفوس قدسیہ کے نقش قدم کو مشعل راہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس کے جملہ مضامین معلومات اور افادیت کے اعتبار سے اہمیت کے حامل ہیں۔ بلا شبہ اس کی حیثیت ایک تاریخی دستاویز کی ہے۔

فروری تا اپریل 2017 کا شمارہ بھی نظر نواز ہوا۔ اس شمارے کے بھی مشمولات و مندرجات عمدہ، تحقیقی اور علمی ہیں۔ آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ آپ کی اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اس رسالے کے فیضان کو عام فرمائے، اور ہم سب کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اپنے دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

تعاقبات

طاہر القادری کی عملی زندگی اور سیرت رسول

مفتی غلام مصطفی نعیمی، مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی

ڈاکٹر طاہر القادری برصغیر پاک وہند کی ایک مشہور مگر انتہائی متنازع شخصیت ہیں، ان کے ناقدین میں بڑی قدآور شخصیات ہیں جن میں ان کے استاذ محترم حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی اور غزالی زماں حضرت علامہ سعید احمد کاظمی علیہما الرحمہ بھی شامل ہیں، علاوہ ازیں علما ودانش وران کی ایک بڑی جماعت ان کے جمہور مخالف رویے کی بنیاد پر ان سے سخت بے زار ہے۔ ان سب کے درمیان ان کے حامیوں کا بھی ایک مخصوص طبقہ ہے جن کے نزدیک ڈاکٹر طاہر القادری ایک عظیم مفکر، دانشور، مصلح، محدث، مفسر، دوربیں قائد کے منصب پر فائز ہیں، بلکہ یہ عقیدت اس درجہ بڑھ چکی ہے کہ انہیں ''مجدّدِ دوراں صدی'' بھی کہا جانے لگا ہے اور ڈاکٹر موصوف نے اس پر کوئی نکیر بھی نہیں کی ہے یعنی وہ خود کو اس منصب پر فائز مانتے ہیں اور گمان غالب ہے کہ انہوں نے ہی اپنے عقیدت مندوں پر یہ راز آشکار کیا ہو کہ وہ منصب مجدّدیت پر جلوہ بار ہو چکے ہیں۔

تمام تر شہرت کے باوجود ڈاکٹر موصوف مذہب وملت کے اکثریتی طبقے کے درمیان ناقابل قبول شخص ہیں جنہیں جماعتی حلقوں سے ایک طرح سے بالکل کاٹ دیا گیا ہے اور ان کے حد درجہ متنازعہ افکار وخیالات کی بنیاد پر ان کے خلاف گمراہی وکفر کے فتاویٰ بھی صادر ہو چکے ہیں۔ اس مضمون میں ہم ان کی عملی زندگی کے پہلوؤں پر سیرت رسول کی روشنی میں گفتگو کریں گے، تاکہ یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح خوب صاف وشفاف ہو جائے کہ جو شخص عشق رسالت کی بات کرتا ہے، جوامت کی فلاح وبہبود کے تئیں فکر مندی کا اظہار کرتا ہے اور جو خود کو ''مجدّدِ دوراں صدی'' کہلاتا ہوا آخر اس کی زندگی پر سیرت رسول ﷺ کا کتنا عکس جمیل نظر آتا ہے؟

طاہر القادری کی عملی زندگی کے چند پہلو:

ڈاکٹر طاہر القادری کی عملی زندگی اب کوئی ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے بلکہ عوامی حلقوں میں ان کی زندگی کافی حد تک کھل چکی ہے اس لئے کسی بھی غیر جانب دار کے لئے ان کی زندگی کو سیرت مصطفی کی کسوٹی پر کسنا کوئی زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ اس لئے آیئے سیرت مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی روشنی میں ڈاکٹر موصوف کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں۔

بحیثیت مسلمان ہمارے لئے ''اسوۂ رسول'' سب سے بہترین نمونہ ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔(۱) بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام الہند حضرت صدر الافاضل

تعاقب

تحریر فرماتے ہیں:
''ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الٰہی کی مدد کرو اور رسول کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔''

حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ کی درج بالاتفسیر سے جو نکات ظاہر ہوتے وہ اس طرح ہیں:۱۔رسول اللہ کا اتباع ۲۔دین کی مدد ۳۔طریق مصطفوی کو نہ چھوڑنا ۴۔مصائب پر صبر۔۵۔رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہونا۔

ہر دور میں اہل اسلام کی نمایاں اور مقتدر شخصیات نے حضور سید عالم ﷺ کی مقدس زندگی کو اپنے لئے راہ عمل بنایا اور اتباع نبوی میں انہوں نے زمانے کی ملامت اور طعن وتشنیع کی بھی کبھی پرواہ نہیں کی، چہ جائکہ وہ دنیا کی رنگینی پر فریفتہ ہو کر سنت رسول سے اعراض کرتے اور احادیث رسول کے برخلاف اپنی زندگی کے شب وروز گزارتے؟ عشق رسالت کو بیاں کرنے کے لئے انہوں نے ''گفتار کا غازی''نہیں بلکہ ''عمل کی دنیا کا شہ سوار'' ہونے کا ثبوت فراہم کیا،لیکن اس اہم نکتہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم ڈاکٹر طاہر کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہماری خوش گمانی کو بڑا زبردست جھٹکا لگتا ہے کہ ان کی زندگی کے اکثر گوشے سیرت مصطفی ﷺ سے ایک دم خالی اور دور نظر آتے ہیں، حیرت ہوتی ہے کہ جو شخص اپنی گفتگو میں سیرت مصطفی کے عنوان پر سحرالبیانی سے مجمع کو ساکت کر دیتا ہو،جس کے جملوں کا استعمال لوگوں کی آنکھوں میں آنسو لے آتا ہو خود اس کی زندگی سیرت مصطفی سے کوسوں دور نظر آتی ہے،آیئے ڈاکٹر موصوف کی زندگی کے کچھ اہم گوشوں کا جائزہ لیتے ہیں:

ڈاکٹر طاہر کی داڑھی کی سنت سے بیزاری:

داڑھی رکھنا تمام انبیائے سابقین اور ہمارے حضور سید عالم ﷺ کی پیاری سنت مبارکہ ہے،جس کی اہمیت جا بجا احادیث میں بیان کی گئی ہے،فرمان رسول ہے:

عَن ابن عمر قال قال رَسول الله ﷺ خالفوا المشرِکِینَ اَوفِروا الُّحیٰ وَاحفوا الشوارِب وفی روایة انهکوا الشوارب واَعفوا اللّحیٰ۔(۲)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ،اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو خوب کم کرواور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ایک دوسری روایت ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ جُزّوا الشوارب واَرخوا اللّحیٰ خالفوا المجوس۔(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اس طرح مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

ان احادیث طیبہ سے بہت صاف طور پر واضح ہے کہ داڑھیاں بڑھانا حضور ﷺ کو مرغوب ومحبوب اور بہت زیادہ پسندیدہ ہے۔اسی لئے ہر دور میں ہمارے اکابرین نے حضور کی اس پیاری سنت کو بہت زیادہ محبوب رکھا اور اپنے چہروں کو مکمل داڑھی سے سجائے رکھا اور تراش خراش سے اپنی داڑھی کو محفوظ رکھا۔

داڑھی کا وجوب اور اس کی مقدار بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد

الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''حلق کردن لحیہ حرام است وروشِ افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشاں راقلندریہ گویند وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است۔''(۴)

داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے، اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے۔

درمختار میں ہے: **واما الاخذ منها وهي دون ذالك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم۔**(۵)

یعنی داڑھی کو ایک مٹھی سے کم کرنا جیسے مغرب کے بعض لوگ اور زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں اور مکمل داڑھی کا صاف کر دینا یہ ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا کام ہے۔

احادیث طیبہ اور اقوال فقہا کی روشنی میں جب ہم ڈاکٹر طاہر کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ ان کی داڑھی حضور ﷺ کی داڑھی مبارک سے ایک دم الگ ہے، جہاں حضور نے ہمیشہ اپنی داڑھی شریف کو ایک مشت سے کم نہیں رکھا، لیکن ڈاکٹر موصوف دعوی عشق رسالت کے باوجود اپنی داڑھی کو حضور کی داڑھی سے بالکل الگ رکھے ہوئے ہیں اور اتنی چھوٹی داڑھی ان کے چہرے پر ہے جسے فقہا نے مغربی لوگوں اور زنخوں کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب ڈاکٹر موصوف کی عمر اور شہرت کم تھی تو ان کی داڑھی پوری تھی لیکن جیسے جیسے موصوف کی عمر اور شہرت بڑھتی گئی ویسے ویسے ان کی داڑھی گھٹتی چلی گئی، کیا یہ محض ایک اتفاق ہے؟ یہ سوال ہر ایک ہوش مند انسان کے ذہن میں اٹھتا ہے یہاں تک ڈاکٹر موصوف کے کچھ انصاف پسند حامی بھی اس پر معترض ہیں۔ عموماً معاشرہ میں کچھ نوجوان جب داڑھی رکھتے ہیں تو قدرے چھوٹی رکھتے ہیں لیکن جیسے جیسے ان کی عمر بڑھتی ہے ان کو یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ داڑھی کی مقدار پوری ہونا چاہئے اس لئے وہ چڑھتی عمر میں اپنی داڑھی کو پورا کر لیتے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب کو چڑھتی عمر میں پتہ نہیں کیا سوجھی کہ اپنے چہرے کو مکمل داڑھی سے محروم کر کے تراش خراش والی خش خشی داڑھی کو پسند کیا، حالانکہ ان کے چاہنے والے داڑھی کی مقدار پر بعض علما کے قبضہ واجب نہ ہونے کے دلائل دے سکتے ہیں لیکن اہل خرد خوب جانتے ہیں کہ قبضہ کے وجوب وعدم وجوب کی بحث فنی ہے حضور ﷺ کی مکمل داڑھی شریف ایک مشت سے کم نہ تھی یعنی ایک مشت داڑھی رکھنا ہی حضور علیہ السلام کی سنت ہے اور اس پر کسی بھی محدث یا فقیہ نے کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے جتنے بھی اکابرین گزرے ہیں سبھی کی داڑھیاں سنت رسول علیہ السلام کی پیروی میں مکمل تھیں کسی نے بھی اپنی داڑھی میں تراش خراش نہیں کی، لیکن ڈاکٹر صاحب جو بزعمِ خود ''مجدد دِرواں صدی'' کے منصب پر فائز ہیں، حالانکہ مجدد کی آمد کا مقصد سنتوں کو زندہ کرنا ہوتا ہے لیکن خدا جانے ڈاکٹر صاحب کس کیٹگیری کے مجدد ہیں کہ سنتوں کو زندہ کرنے کے بجائے انہیں ختم کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ ان کا رابطہ جب سے مغربی افراد سے ہوا تو ان کی داڑھی کم ہوتی چلی گئی اور آج نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ان کی داڑھی دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے کوئی پندرہ بیس دن سے شیو (shewe) بنوانا بھول گیا ہو۔

اجنبی اور غیر محرم عورتوں سے آزادانہ اختلاط:

مذہب اسلام ایک مہذب مذہب ہے جس میں مرد وعورت دونوں کو ہی اخلاق وتہذیب اور کردار کی پاکیزگی اختیار کرنے پر بڑا زور دیا گیا ہے تا کہ ایک صالح معاشرہ کی تشکیل ہو سکے۔صنف نازک عورت کو دیگر ادیان ومذاہب کے ماننے والوں نے خوب خوب استعمال کیا مگر پیغمبر اسلام ﷺ نے مردوں کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ اجنبیہ اور غیر محرم عورتوں سے دور رہیں تا کہ شیطان کو کوئی راہ نہ مل سکے اور کردار کی پاکیزگی سلامت رہے،فرمان رسول ﷺ ہے:

المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان۔(۶)

عورت پردے میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے کریم علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

یا علیّ لا تتّبع النظر النظرة فانّ لك الاولیٰ ولیست لك الآخرة۔(۷) اے علی اجنبی عورت پر ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ ڈالو کہ اچانک پڑ جانے والی نگاہ تمہارے لئے معاف ہے مگر دوبارہ دیکھنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کے ان ارشادات کو اپنے ذہن میں رکھیں اور اب ڈاکٹر طاہر کی عملی زندگی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان ارشادات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں اور علانیہ طور نہ صرف غیر محرم عورتوں سے ملتے ہیں بلکہ ان سے مصافحہ کرنے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔حضور کا فرمان تو یہ ہے کہ عورت پردے کی چیز ہے مگر ڈاکٹر صاحب حضور کے فرمان عالی شان کے خلاف اپنی ایک کتاب ''اسلام میں خواتین کے حقوق'' میں لکھتے ہیں کہ عورت پارلیمنٹ کی ممبر ہوسکتی ہے۔ذرا غور کریں کہ نبی کریم تو عورت کو پردے میں رکھنے کا حکم دیں اور ڈاکٹر صاحب اس پردے کو نہ صرف ختم کرنے پر اتارو ہیں بلکہ وہ عورت کو سرِ بازار لا کر پارلیمنٹ میں لانا چاہتے ہیں تا کہ وہ عورت ساری دنیا کے سامنے بے پردہ ہوجائے۔یہاں یہ بات بھی اہل خرد خوب جانتے ہیں کہ ممبر پارلیمنٹ منتخب ہونے کے لئے اپنے حلقہ انتخاب کے ووٹرس سے رابطہ کرنے کے لئے ان کے گھر گھر دستک دینا پڑتی ہے۔یعنی ایک عورت کو ڈاکٹر صاحب مکمل بے پردہ کرنا چاہتے ہیں،عشق رسول کا مطلب حضور کی اتباع کرنا ہے نہ جانے ڈاکٹر صاحب کا عشق کس بھٹی میں تیار ہوا ہے جو لگا تار محبوب کے خلاف کام کرتا ہے؟ پھر بھی دعویٰ ہے کہ ''وہ عاشق رسول'' ہیں۔

ڈاکٹر موصوف اسی پر بس نہیں کرتے ایک قدم اور آگے بڑھا کر عورت کو سیاسی مشیر یعنی ''پرسنل سکریٹری'' بنانے کو بھی جائز مانتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت خدیجہ ودیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن حضور کی سیاسی مشیر تھیں۔آپ ڈاکٹر موصوف کے دعوے اور دلیل پر غور کریں کہاں حضور علیہ السلام کا اپنی ازواج مطہرات سے مشورہ فرمانا اور کہاں کسی عورت کو اپنی سیکریٹری بنانا؟ فیاللعجب کیا اسی کا نام دانش وری ہے جس کا ڈھنڈھورا پیٹا جاتا ہے؟اس بات کو ایک معمولی شد بد رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ مردوں کی ''مشیر خواتین'' کا کن کن کاموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے؟امریکہ کے سابق صدر بل کلنٹن کے اپنی ''مشیر خاتون'مونکا' سے چرچے ڈاکٹر صاحب کے کانوں میں ضرور پڑے ہوں گے جس کی وجہ سے بے چارے کی شادی شدہ زندگی

ٹوٹنے کی ڈگر تک پہنچ گئی تھی۔ کیا ڈاکٹر صاحب مسلم خواتین کو اس مقام تک پہنچانا چاہتے ہیں؟

عورتوں سے آزادانہ میل جول:

ڈاکٹر صاحب حدیث رسول کے برخلاف غیر محرم عورتوں سے کھلم کھلا ملتے ہیں اور احادیث رسول کی کھلے بندوں خلاف ورزی کرتے ہیں۔ 1998ء میں جب ڈاکٹر صاحب سیاسی میدان میں اترے تو انہوں نے 19 سیاسی جماعتوں پر مشتمل ''پاکستان عوامی اتحاد'' بنایا اور خود اس کے صدر منتخب ہوئے۔ اس اتحاد میں پاکستان کی سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو بھی شامل تھیں جن کے ساتھ عہد جدید کے خود ساختہ ''شیخ الاسلام'' بغیر کسی تکلف کے بات چیت کیا کرتے تھے اس درمیان محترمہ کے سر پر نہ دوپٹہ ہوتا تھا اور نہ سینے پر کوئی کپڑا نظر آتا تھا مگر ڈاکٹر صاحب کو ایسے مواقع پر حضور پاک علیہ السلام کی کوئی ایک حدیث بھی یاد نہ آئی۔ اجنبی اور غیر محرم عورت سے ملنا اور وہ بھی ایسے ''کھلے ماحول'' میں خدا جانے کہ ماجرا کیا ہے؟ غیر محرم عورتوں سے ملنے اور ان کے ساتھ فوٹو کھنچوانے میں ڈاکٹر صاحب کو کبھی کوئی پشیمانی نہیں ہوئی بلکہ انہوں کھل کر یوروپ میں فیشن زدہ عورتوں کے جھرمٹ میں جم کر تصویریں بنوائی ہیں اور آج بھی ان کا یہ عمل بے روک ٹوک جاری ہے۔

غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا:

اجنبی عورتوں سے اختلاط کا کوئی بھی موقع ڈاکٹر صاحب جانے نہیں دیتے بلکہ دونوں ہاتھ سے اس موقع کو لپکتے ہیں اور خوب فائدہ اٹھاتے ہیں شاید کہ آگے موقع نہ ملے۔ 5 دسمبر 1999ء میں رومانیہ کی فرسٹ سکریٹری کا پاکستان آنا ہوا تو ڈاکٹر صاحب کی بھی ان سے ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے ان سے بڑی ''گرم جوشی'' کے ساتھ ہاتھ ملا کر خیر مقدم کیا۔ جو انسان خود ''عشق رسالت'' کا سب سے بڑا علم بردار بنتا ہو اس کا یہ طرز عمل نگاہ میں رکھیں اور حضور علیہ السلام کا مبارک طریقہ ملاحظہ فرمائیں۔

فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کا سلسلہ جاری تھا۔ مردوں کی بیعت مکمل ہوجانے کے بعد عورتوں کی باری آئی، یکے بعد دیگرے عورتوں نے بھی بیعت ہونا شروع کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''خدا کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ نے بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ صرف کلام ہی سے بیعت فرما لیتے تھے۔(۸)

خالی الذہن اور تمام طرح کے تعصّبات سے اوپر اٹھ کر حضور علیہ السلام اور پاکستانی ڈاکٹر کے طرز عمل کو دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ڈاکٹر صاحب کا عمل حضور پاک کے عمل کے مطابق ہے یا ان کے سراسر خلاف ہے؟ اگر ذہن اندھی عقیدت کا شکار نہیں ہوا ہے اور نبی کریم کی محبت دل میں جاگزیں ہے تو ہر باوفا دل پکار اٹھے گا کہ ڈاکٹر موصوف کا عمل سیرت مصطفی کے خلاف اور نفس امارہ کی تسکین اور یہود و نصاریٰ کی پیروی کی کھلی علامت ہے۔

بے حیا اور دین بیزار لوگوں سے دوستانہ تعلقات:

دنیا میں کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جو من جانب اللہ بن جاتے ہیں جیسے ماں باپ، بھائی بہن، چچا ماموں وغیرہ لیکن! کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جو انسان خود بناتا ہے، ان رشتوں میں سب سے بڑا رشتہ دوستی کا ہوتا ہے۔ جو کہنے کو دو اجنبی لوگوں کے درمیان بنتا ہے لیکن اگر اس رشتے

میں خلوص واپنائیت ہو تو یہ رشتہ ان کے رشتوں پر بھی بھاری پڑتا ہے۔اس لیے انسان دوست بڑی سوچ سمجھ کر بناتا ہے کیونکہ انسانی زندگی پر دوست کے بڑے گہرے اثرات ہوا کرتے ہیں۔اسی لیے دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح اسلامی تعلیمات میں دوستی کے لیے بھی کچھ اصول وضوابط اور رہنما ہدایات ہیں۔ایک صالح معاشرے کی تشکیل میں صالح اور پاکیزہ دوستی کا بھی بڑا اہم رول ہوتا ہے۔دوست کی صحبت بڑی مؤثر ہوتی ہے جس کا اثر انسان کی سوچ،فکر،عمل اور نظریات پر بڑا اثر انداز ثابت ہوتا ہے۔قرآن کریم میں جا بجا اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور برے لوگوں کی دوستی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ارشادِ ربی ہے:

[۱]یاَیُّھاالّذین آمنوااتّقوالله وَ کُونوا مَعَ الصّادِقین۔اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔(۹)

[۲]وَلَا تَرکَنُوا اِلَی الّذینَ ظَلَمُوا فَتَمَسّکم النّارُ۔اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔(۱۰)

[۳]فَلَا تَقعُد بَعدَالذّکرَمَعَ القَومِ الظّالِمِین۔تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔(۱۱)

آیات قرآنیہ کے بعد فرمان رسالت مآب ﷺ بھی ملاحظہ فرمائیں، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

[۱]الرجل علیٰ دِینِ خلیلِه فَلیَنظر اَحدُکُم مَن یُخالِل (۱۲) آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا ہر آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کسے اپنا دوست بنا رہا ہے۔

ایک دوسری روایت میں رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

[۲]حشر کے دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایے میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔۔۔۔۔۔ان سات خوش نصیب افراد میں وہ دوست بھی ہوں گے جنہوں نے محض اللہ کی رضا کے لیے دوستی کی ہوگی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[۳]مثلُ الجَلیس الصّالِح وَالّسوء کَحَامل المِسك وَنَافِخ الکِیر،فَحامل المِسك اِمّا اَن یُحذیك ،وَاِمّااَن تبتاع مِنه،وَاِمّااَن تَجد مِنه رِیحاًطَیّبة،وَنَافِخ الکِیر اِمّا اَن یُحرِق ثِیابَك وَاِمّا اَن تَجد رِیحاًخبیثتاً۔(۱۳)

نیک آدمی کے پاس بیٹھنے والے کی مثال اس انسان کی مانند ہے جو مشک والے کے پاس بیٹھا ہے اگر مشک نہ بھی ملے تب بھی مشک کی خوشبو سے جسم معطر اور دماغ کو فرحت وسرور حاصل ہوگا۔اور برے دوست کی مثال آگ کی بھٹی کے جیسی ہے اگر چنگاری نہ بھی پڑے تو بھی دھواں سے دامن ضرور سیاہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر طاہر صاحب کے عزت مآب دوست واحباب:

قرآن واحادیث کی شہادت کے بعد یہ بات خوب ظاہر ہوگئی کہ صحبت ودوستی کا اسلامی معیار کیا ہے اور برے دوستوں کی صحبت کس قدر مضر اور نقصان دہ ہے۔اب قرآن واحادیث کی شہادت کو نظر میں رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب کے ''جگری دوستوں'' کے ناموں پر ایک نظر ڈال لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ''مجدد دِرواں صدی'' کے دوستوں کی فہرست میں کیسے نامی گرامی افراد شامل ہیں۔

یوں تو ڈاکٹر صاحب کے دوستوں میں بڑے بڑے ''قدآور'' لوگ شامل ہیں لیکن ان میں سرِ فہرست دو نام ہیں، [۱] سلمان تاثیر سابق گورنر پنجاب۔ [۲] عمران خان سابق کرکٹر اور سیاسی لیڈر۔ اب ذرا ''شیخ الاسلام'' کے ان دوستوں کے اوپر ایک طائرانہ نظر ڈالتے چلیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ 'عشق رسالت' کے عنوان پر جذباتی تقریریں کرنے والے ساحرالبیان خطیب کے دل میں 'عظمت رسالت' کے لیے کتنے اور کیسے جذبات ہیں۔

سلمان تاثیر:

سلمان تاثیر کے بارے میں اختصاراً اتنا جان لیں کہ یہ ایک آزاد خیال ماڈرن اور نام کا مسلمان تھا۔ اس کے بیٹے آتش تاثیر نے ایک کتاب ''Sternger to History'' میں اپنے باپ کے بارے میں کچھ احوال لکھے ہیں اسی کتاب سے چند اقتباسات کا خلاصہ یہاں تحریر کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ سلمان تاثیر کس طرح کا بدطینت اور بدکار انسان تھا۔

1۔ سلمان تاثیر کے باپ کا نام محمد دین تھا مگر اس ناہنجار کو نبی کریم علیہ السلام کے نام سے اتنی نفرت تھی کہ محمد دین کے بجائے ''ایم۔ ڈی'' لکھتا تھا تا کہ اسے ''محمد دین'' نہ لکھنا پڑے۔

2۔ اس کمبخت کو خنزیر کا گوشت کھانے کا بڑا شوق تھا۔

3۔ اس ملعون نے زندگی بھر کوئی بھی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اس نے کبھی نماز عید بھی نہیں ادا کی۔

4۔ کبھی اس رسوائے زمانہ انسان نے رمضان المقدس کے روزے نہیں رکھے۔

5۔ سلمان تاثیر کی ماں ایک عیسائی عورت تھی اسی وجہ سے اس کا خاندان ایک لادین اور مذہب بیزار تھا۔ اس بدبخت کو پاکستان کے سابق صدر آصف علی زرداری نے 2008ء میں صوبہ پنجاب کا گورنر بنایا۔ کچھ دنوں کے بعد وہاں پر ایک عیسائی راہبہ ملعونہ آسیہ نے حضور اقدس ﷺ کی شان مبارک میں ایسے توہین آمیز جملے کہے جنہیں لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں اور کہتے ہوئے زبان میں طاقت نہیں ہوتی۔ اس بات پر پورے پنجاب میں اور بعد میں پورے پاکستان میں اہل اسلام اس شدید قسم کی توہین رسالت پر چیخ اٹھے اور کچھ افراد نے اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا اور اس بدبخت اور بدزبان عورت کو جیل بھیج دیا گیا۔ یہ ملعونہ ابھی بھی زندہ ہے اور جیل میں ہے۔ اس وقت جب کہ پورے ملک کے مسلمانوں کے دلوں میں آگ سلگ رہی تھی ہر دل نبی کریم علیہ السلام کی توہین پر بے قرار تھا عین اسی وقت میں ڈاکٹر طاہر کے عزیز دوست سلمان تاثیر نے اس عیسائی عورت کے حق میں آواز اٹھا کر اپنے ملحد اور زندیق ہونے کا ثبوت دیا۔ صرف اتنا ہی نہیں اس ملعون نے جیل میں جا کر اس گستاخ عورت سے ملاقات بھی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا وہ اسے جیل کی سلاخوں سے آزاد کرائے گا۔ اس کے بعد اس بددین انسان نے حرمت رسالت قانون کے خلاف ہر جگہ بکواس شروع کر دی اور یہ کہنے لگا ''کہ ایک فوت شدہ شخص کی عزت کے نام پر زندوں کو قتل کرنا ظلم ہے اور یہ قانون کالا، ظالمانہ اور انسانیت کے خلاف ہے''۔ سلمان تاثیر کی یہ شدید گستاخانہ حرکت تمام اہل اسلام کے دلوں کو گھائل کر گئی اور بہت سارے افراد نے اس کے خلاف احتجاج بھی کیا لیکن ڈھاک کے تین

پات کی مانند کچھ نہیں ہوا اور یہ گستاخ مسلسل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کرتا پھرتا رہا یہاں تک عاشق خیر الوریٰ غازی ممتاز قادری شہید علیہ الرحمہ کی رگ ایمانی پھڑک اٹھی اور انہوں نے اس ظالم کو کیفر کردار تک پہنچاتے ہوئے واصل جہنم کر دیا۔

یہ ہیں ڈاکٹر موصوف کے ایک عزیز ترین دوست! جن کی زندگی شراب وشباب اور الحاد و بے دینی کی ایک بدترین مثال تھی مگر حیرت کی بات ہے کہ ڈاکٹر طاہر صاحب خود کو ''شیخ الاسلام'' کہلائیں اور ان کا دوست اسلام دشمنوں کا سب سے بڑا پشت پناہ ہو، موصوف خود کو عاشق رسول کہتے نہیں تھکتے مگر دوستی ایسے انسان سے کرتے ہیں جو جو حرمت رسالت قانون کو، کالا قانون کہتا تھا۔ ع

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی مکاری

عمران خان:

ڈاکٹر طاہر صاحب کے ایک دوسرے عزیز ترین دوست ہیں پاکستان کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان اور اب سیاسی لیڈر عمران خان! جن لوگوں کو کرکٹ پر ذرا بھی نظر غلط ڈالنے کا اتفاق ہوا ہو وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ موصوف کس قدر رنگین طبیعت کے مالک ہیں۔ لندن میں رہتے ہوئے عمران خان کی رنگین مزاج کے قصے اس زمانے کی میگزین اور اخبارات میں کثرت سے شائع ہوا کرتے تھے اور عمران کی امیج ایک پلے بوائے (Play Boy) کی تھی۔ جس نے اسی زمانے میں سیتا وائٹ نامی ایک عورت سے ناجائز تعلقات بنائے جس کے نتیجے میں ایک عدد بیٹی 'ٹیرن' کا جنم ہوا۔ کسی اجنبیہ لڑکی کی عزت کا خیال نہ کرنے والے ایک اوباش کو ناجائز بیٹی کی پیدائش کے بعد اپنی نام نہاد 'عزت' کا خیال آیا اور اس نے اپنی اس ناجائز بیٹی اور اور اپنی اس داشتہ کو چھوڑ دیا مگر اس عورت نے تمام طرح کے دباؤ، رشوت ولالچ اور ڈرانے دھمکانے کے باوجود بھی اسقاط حمل کرانے سے انکار کر دیا اور اس لڑکی کو جنم دیکر پالا پوسا تا کہ تا کہ دنیا کے سامنے عمران کی عیاشی کا کھلا ثبوت رہے۔ اس کے بعد 'مجدد رواں صدی' کے عزیز دوست نے ایک عیسائی لڑکی ج یمہ گولڈ اسمتھ سے شادی کی قریب پندرہ سال تک اس کو ساتھ رکھنے کے باوجود یہ رنگین کرکٹر اپنی شریک حیات کو ظاہری مسلمان تک نہ بنا سکا (بنا تا بھی کیسے! خود کون سا۔۔۔۔۔۔ یہ الگ بات ہے کہ دوستی مجدد سے ہے) بعد میں اس کی بیوی جیمہ نے اس سے طلاق حاصل کر اس کو چھوڑ دیا۔ پھر اس نے ایک ٹی وی اینکر ریحم خان سے شادی کی جو تین مہینے ہی چل پائی اور طلاق ہوگئی۔ بعد میں پاکستان کی ایک بدنام زمانہ ماڈل ''قندیل بلوچ'' کے ساتھ بھی کچھ خبریں آئیں جس کی صداقت پر ہمیں اصرار نہیں، لیکن اس مختصر سی گفتگو سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ عمران خان ''اخلاق و کردار کے کتنے بلند مقام'' پر فائز ہیں۔

یہ ہیں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے دو انتہائی عزیز دوستوں کی زندگی کا ایک مختصر سا خاکہ! اب ہمیں یہ سمجھ نہیں آتا کہ آخر ڈاکٹر موصوف کے نزدیک دوستی کا معیار کیا ہے؟ ایک طرف تبلیغ اسلام کا نام اور دوسری طرف شرابی و بدکردار لوگوں سے دوستی؟ ایک طرف سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی اور دوسری طرف مجددیت کے علم بردار طاہر القادری کا طرزِ عمل! دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے، حیرت کی

بات ہے کہ ایک عام مسلمان بھی شرابی وبدکردار لوگوں سے فاصلہ بنا کر رکھنے میں اپنی بھلائی سمجھتا ہے مگر خدا جانے پروفیسر صاحب سیرت مصطفی کی خلاف ورزی سے کون سا 'تجدیدی کارنامہ' انجام دینا چاہتے ہیں۔

ان چند صفحات میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر طاہر صاحب کی زندگی کو سیرت مصطفی کی کسوٹی پر پرکھیں تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آسکے اور میڈیائی طلسماتی پروپگنڈے کے زور پر جو تشہیری مہم چلائی جارہی ہے عوام وخواص اس طلسمِ ہوشربا سے محفوظ رہ سکیں۔ مذکورہ تحریر میں ہم نے اپنی جانب سے کوئی خاص تبصرہ نہ کرتے ہوئے قاری کے سامنے سیرت مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی کسوٹی رکھ دی ہے وہ خود ڈاکٹر موصوف کی زندگی کے شب وروز اس کسوٹی پر کسے اور بغیر کسی تعصب کے فیصلہ کرے کیا اٹھتے بیٹھتے سیرت کی خلاف ورزی کرنے والا مجدد تو چھوڑیے ایک اچھا اور نیک مسلمان بھی ہوسکتا ہے؟

حواشی:

(۱)۔الاحزاب:۲۱ (۲)۔بخاری ومسلم (۳)۔مسلم شریف (۴)،اشعۃ اللمعات ج۱،ص،۲۱۲ (۵)۔درمختار مع ردالمحتار ج۲،ص،۱۲۳ (۶)۔ترمذی شریف(۷)۔ترمذی شریف (۸)۔بخاری ج ۱ ص ۳۷۵ کتاب الشروط (۹)۔سورئہ توبہ:۱۱۹ (۱۰)۔سورئہ ھود:۱۱۳ (۱۱)۔سورئہ انعام:۶۸(۱۲)۔سنن ابو دائود شریف (۱۳)۔رواہ الطیالسی فی مسندہ،بیہقی شریف

مولانا پھول محمد نعمتؔ رضوی مظفر پور بہار

ہوتی ہیں ہر گھر میں نازل برکتیں رمضان میں
روزہ رکھ کر خوب لوٹو رحمتیں رمضان میں

جو نہیں رکھتا ہے روزہ عذر شرعی کے بغیر
وہ اٹھاتا ہے بہت ہی ذلتیں رمضان میں

ملتا ہے ہر فرض کا ستر گنا زائد ثواب
روزہ داروں میں ہیں بٹتی جنتیں رمضان میں

روز و شب صبح و مسا ہے نیکیوں کا سلسلہ
ختم ہیں شیطاں کی ساری طاقتیں رمضان میں

جس پہ کوئی بھی کبھی کرتا نہ تھا چشم کرم
اس کی بھی سب کر رہے ہیں عزتیں رمضان میں

اس مبارک ماہ میں نادار بھی رہتے ہیں خوش
خود پہ نازاں ہو رہی ہیں غربتیں رمضان میں

تم اگر رمضاں میں رمضاں کا کروگے احترام
پاؤگے نعمتؔ خدا کی نعمتیں رمضان میں

ثنائے غوث وخواجہ بزبان امام احمد رضا

مفتی محمد نثار احمد خان مصباحی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی قُدِّس سِرُّہ، اپنے قصیدہ ''اکسیر اعظم'' میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

بہرِ پایت خواجہٗ ہنداں شہِ کیواں جناب
بل علی عینی وراسی گوید، آں خاقاں توئی

یعنی ''ہندوستان کے خواجہ، کیوان کا بلند مقام رکھنے والے بادشاہ نے تمھارے قدم کے لیے 'بل علی عینی و رأسی' (بلکہ میری آنکھوں اور میرے سر پر) کہا۔ ایسے عظیم بادشاہ تم ہو۔''

پھر امام اہلِ سنت اِس شعر کی شرح میں خود ہی ''کیواں جناب'' کا لفظ استعمال کرنے کی ایک خاص مناسبت بیان کرتے ہیں کہ:

''وایں جا جا مناسبتِ لفظِ ''کیواں جناب'' بے خفا وحجاب، کہ ہند در قسمتِ مشہورہ علی الألسِنۃ حَظِّ کیوان ست''۔

یعنی یہاں لفظِ ''کیواں جناب'' کی مناسبت عیاں اور ظاہر ہے۔ اس لیے کہ کرۂ زمین کی جو تقسیم مشہور اور زبان زد ہے، اُس میں ہندوستان ''کیوان'' کے حصے میں آتا ہے۔

نثار احمد کہتا ہے:

فلکی اجرام (اجسام) دو طرح کے ہیں:

کچھ وہ ہیں جو اپنے مخصوص دائرے میں چکّر لگا رہے ہیں۔ انھیں ''سیّارہ'' کہا جاتا ہے۔

اور کچھ وہ ہیں جو اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، انھیں ''تارہ'' یا ''ثابتہ'' (ثوابت) کہا جاتا ہے۔

قدیم علمِ ہیئت کے مطابق زمین مرکز ہے اور سیارے سات ہیں۔

1- قَمَر، (Moon)   2- عُطارِد، (Mercury)

3- زُھَرَہ، (Venus)   4- شَمس، (Sun)

5- مِرِّیخ، (Mars)   6- مُشْتَرِی، (Jupiter)

7- زُحَل۔ (Saturn) انھیں کواکبِ سبعہ کہتے ہیں۔

اِسی ترتیب سے اِن کے افلاک اور دائرے بھی ہیں، جن میں یہ چکر لگاتے ہیں۔

اِن سب کے اوپر فلک البروج ہے جس میں ''ثوابت'' ہیں۔ اُس کے اوپر ''فلک اطلس'' (فلک الافلاک) ہے جو خالی ہے، نہ اُس میں ثوابت ہیں نہ کواکب، یعنی خلا میں کل نو (9) افلاک اور دائرے ہیں۔ یہ سارے اَفلاک پیاز کی پرتوں کی طرح مانے گئے ہیں، یعنی ہر اوپر کا فلک اور دائرہ نیچے کے فلک اور دائرے کو محیط ہے۔

یہ ساری گفتگو قدیم علمِ ہیئت کے مطابق ہے۔

جدید علمِ ہیئت کے مطابق ''شمس'' سیارہ نہیں بلکہ ایک تارہ (ثابتہ) اور مرکز ہے۔ اور سیارے اسی کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ اسی لیے

ادبیات

سورج اور سیاروں کے اس نظام کو ''نظامِ شمسی'' (Solar System) کہا جاتا ہے۔ اِس نظام کے مطابق زمین مرکز نہیں بلکہ ایک ''سیارہ'' ہے، اور ''قمر'' سیارہ نہیں بلکہ زمین کا ''سیارچہ'' ہے۔ اس طرح چھ سیارے ہوئے۔ جدید علمِ ہیئت کے مطابق یورینس (Uranus) اور نیپچون (Neptune) دو سیارے مزید ہیں۔ یعنی کل آٹھ سیارے ہیں۔ یہ دونوں سیارے زُحل سے بھی زیادہ بلند اور دور ہیں۔ یہ ننگی آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔

آسمانی سیاروں میں ننگی آنکھوں سے جو سیارے نظر آتے ہیں ان میں زُحل سب سے زیادہ دور اور بلند ہے۔

یہ دوری اور بلندی بیان کرنے کے لیے ضرب المثل بھی ہے۔

''زُحَل'' کو فارسی میں ''کیُوان'' کہتے ہیں۔ انگریزی میں SATURN اور ہندی میں شَنی □□□ کہتے ہیں۔

یہ وہ سیارہ ہے جس کے باہر چھلّا اور دائرہ نظر آتا ہے۔ یہ نظامِ شمسی کا دوسرا سب سے بڑا سیارہ ہے۔ اس سے بڑا سیارہ صرف ''مشتری'' ہے جسے انگریزی میں JUPITER کہا جاتا ہے.

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے اِس شعر میں حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کو ''شہِ کیواں جناب'' یعنی ''کیوان کی اونچائی اور بلندی رکھنے والا بادشاہ'' کہا ہے۔ اِس میں حضور خواجۂ خواجگاں کی ایک اعلیٰ مدح بھی ہے اور اُن کی سلطنت اور بادشاہی کا اعتراف واظہار بھی۔

اب سوال یہ ہے کہ کیوان کے علاوہ دوسرے تمام سیارے بھی کافی بلند اور اونچے ہیں بلکہ جو سیارے نظر نہیں آتے وہ کیوان سے بھی زیادہ دور اور بلندی پر ہیں۔ اور ثوابت (جن میں ثُریّا وغیرہ بھی ہیں) وہ تو تمام سیاروں سے زیادہ بلندی اور اونچائی پر ہیں۔ اور اونچائی و بلندی کے لیے ثریا کی تمثیل واستعمال رائج اور مشہور بھی ہے۔ پھر بھی اِن سب کو چھوڑ کر یہاں خاص ''کیوان'' ہی کا نام کیوں استعمال کیا گیا ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ''کیوان'' کا نام ایک خاص مناسبت کے تحت استعمال کیا گیا ہے۔ مناسبت یہ ہے کہ علمِ نجوم و ہیئت کے اعتبار سے زمین کے مختلف خطے مختلف سیاروں سے متعلق ہیں۔ یعنی مختلف خطے مختلف سیاروں کے حصے میں اور اُن کے زیرِ اثر ہیں۔

مثلاً یورپ کا اکثر علاقہ ''مِرّیخ'' اور ''مُشتَری'' کے حصے میں ہے۔ مشرقی یورپ سے قبرص اور ایشیاے کوچک (اناضول) تک کا اکثر علاقہ ''زُہرہ'' ''عُطارِد'' اور ''زُحَل'' کے حصے میں ہے۔ ایشیاے عظمیٰ (بشمول خراسان وایران وہندوستان وغیرہ) کا علاقہ ''زُہرہ'' اور ''زُحَل'' کے حصے میں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اِس تقسیم کے اعتبار سے خاص ہندوستان کا علاقہ ''زُحل'' یعنی ''کیوان'' کے حصے میں اور اُس کے زیرِ اثر ہے۔

ہندوستان کے حاکم و سلطان ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ ہندوستان اُن کے ہی حصے میں اور اُنھیں کے زیرِ اثر ہے۔ اور کواکب (سیاروں) کے اعتبار سے ہند کا علاقہ ''کیوان'' (زُحل) کے حصے میں اور اُس کے زیرِ اثر ہے۔ اِسی خاص مناسبت کی بنیاد پر یہاں سرکار غریب نواز کے لیے ''شہِ کیواں جناب'' کا لقب استعمال کیا گیا ہے۔ اِس میں آپ کے مرتبۂ بلند کا اظہار بھی ہے کہ جس طرح کواکب میں زُحل ہے جو فلکِ ہفتم کا سیارہ ہے اور ہیئتِ قدیمہ کے مطابق وہ سارے سیاروں سے بلند ہے اُسی طرح اولیاے ہند میں خواجۂ ہند ہیں۔ (رضی اللہ تعالی عنہ و أرضاہ عنا)

اعلیٰ حضرت قدِّس سرہ اِس شعر میں عرض کررہے ہیں کہ:

اے شہنشاہ بغداد! آپ ایسے بلند رتبہ اور عظیم شہنشاہ ہیں کہ جب آپ نے ''قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ'' (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) فرمایا تھا تو خواجۂ ہندوستان، اور کیوان کی رفعت و بلندی رکھنے والے عظیم سلطان نے بھی آپ کے قدمِ ناز کے لیے ''بل علی عینی و راسی'' (بلکہ میری آنکھوں اور سر پر) فرمایا تھا۔

سرکار غوث اعظم کا یہ ارشاد تواتر کے ساتھ ثابت ہے، اور سیکڑوں کتابوں میں منقول بھی۔ جب آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا تو روئے زمین کے سبھی اولیا نے (جن میں یقینا سلطان الہند رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہیں) سرِ تسلیم خم کر دیا تھا، سوائے اصفہان کے ایک شخص کے۔ انھوں نے ماننے سے انکار کیا تو ان کا منصب سلب کر لیا گیا۔ بلکہ بہت سے اکابر اولیا نے نہ صرف یہ کہ اپنے سروں کو جھکا دیا بلکہ اپنی مبارک زبانوں سے تسلیم و اعتراف کا اظہار بھی کیا۔ اِس سلسلۃ الذہب میں اپنے اپنے وقت اور علاقے کے اغواث و اقطاب کے اسمائے پاک ہیں، جس کی ایک روشن کڑی سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کا نام اقدس بھی ہے۔

امامِ عُلما و صوفیہ سیدنا امام ابنِ حجر ھیتمی مکی رَحِمَہ اللہ تعالی (909ھ-974ھ) فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں: 'بینما ھو بمجلس وعظہ واذا ھو یقول: قدمی ھذہ علی رقبۃ کُلِّ ولی للہ تعالی۔

فأجابہ فی تلك الساعۃ أولیاء الدنیا. قال جماعۃ: بل و اولیاء الجن جمیعھم. وطأطئوا رؤوسھم وخضعوا لہ واعترفوا بما قالہ. الّا رجلا بأصبھان، فأبیٰ فسُلِب حالُہ۔ و ممن طأطأ رأسہ ابو النجیب السھروردی، وقال: علی رأسی، علی رأسی۔ وأحمد الرفاعی قال: علی رقبتی۔ و حُمَید منھم، وسُئِل فقال: الشیخ عبد القادر یقول كذا و كذا۔

وأبو مدین فی المغرب: وأنا منھم، اللھم إنی أشھدك وأشھد ملائكتك أنی سمعت وأطعت. فسُئِل فأخبر بما قالہ الشیخ ببغداد. فأرخوا ذلك فكان قول أبی مدین عقب قول الشیخ عبد القادر ذلك۔

و كذا الشیخ عبد الرحیم القناوی مَدَّ عنقہ وقال: صدق الصادق المصدوق. فسُئِل فأخبر بما قالہ الشیخ۔

وذكر كثیرون من العارفین الذین ذكرناھم وغیرُھم أنہ لم یقل إلا بأمرٍ، إعلاما بقطبیتہ، فلم یسع أحدا التخلف۔''

یعنی اپنی مجلس وعظ کے دوران اچانک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرمانے لگے:

میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

اُسی وقت دنیا کے سارے اولیاے کرام نے آپ کو لبیک کہا۔ ایک جماعت (علما و اولیا) کا بیان ہے کہ جناتوں کے بھی سبھی اولیا نے قبول کیا۔ سب نے اپنے سر خم کر دیے اور آپ کے لیے جھک گئے اور آپ کے قول کا اعتراف کیا۔ سوائے اصفہان کے ایک شخص کے، جس نے انکار کیا تو اس کا رتبہ چھین لیا گیا۔

سر جھکانے والوں میں شیخ ابو النجیب سہروردی ہیں، انھوں نے (سر جھکا کر) عرض کی: میرے سر پر، میرے سر پر۔ اور امام احمد رفاعی ہیں۔

ادبیات

انھوں نے عرض کی: میری گردن پر۔ انھیں میں سے شیخ حُمید بھی ہیں۔ ان سے سوال ہوا تو فرمایا کہ شیخ عبدالقادر ایسا ایسا فرمارہے ہیں۔

انھیں میں سے شیخ ابو مدین مغربی بھی ہیں۔ انھوں نے فرمایا: میں بھی انھیں میں سے ہوں۔ اے اللہ! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا اور اطاعت کی۔ اُن سے پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ بغداد میں شیخ عبدالقادر نے ایسا فرمایا ہے، لوگوں نے تاریخ نوٹ کر لی تو شیخ ابو مدین کا قول شیخ عبدالقادر کے قول کے فوراً بعد تھا۔ اسی طرح شیخ عبدالرحیم القناوی نے اپنی گردن دراز فرمائی اور کہا: صادق ومصدوق نے سچ فرمایا۔ آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے بھی شیخ کے قول کی خبر دی۔

بہت سے اہل معرفت جن میں مذکورہ حضرات بھی ہیں اوران کے سوا دوسرے بھی، انھوں نے ذکر کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر نے اپنی قطبیت کا اعلان فرمانے کے لیے بامرِ الٰہی یہ بات کہی تھی، اس لیے کسی (ولی) کے لیے انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔

(فتاوی حدیثیہ، مطلبٌ فی قول الشیخ عبدالقادر: قدمی ہذہ...، ص414، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی، بیروت طبع اول 1419ھ/ 1998ء)

امام اہل سنت فرماتے ہیں:

’حدثنی أبی مقدام المحققین قدس سرہ فیما بلغہ عن السید الأجلّ قطب الحق والدین بختیار الکعکی رضی اللہ تعالی عنہ کہ روزے پیر ومرشدِ ما حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہ سرِ مبارک فرود آورد وفرمود: بل علی راسی وعینی۔ بلکہ بر سر وچشمانِ من۔ حاضراں راازیں معنی شگفت آمد۔ حضرت خواجہ برزبان مبارک راند کہ ایں دم حضرت سید عبد القادر جیلانی در بغداد بالاے منبر برآمدہ ارشاد فرمودہ اند: قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ ہمہ اولیا پاے مبارک ش برگردنِ خود ہا گرفتہ اند۔ من نیز عرض داشتم: ’’بل علی رأسی وعینی۔‘‘ گردن چہ باشد؟ برسرِ من وبرچشمِ من۔ رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔‘‘

مجھ سے میرے والد مقدام المحققین قدس سرہ نے بیان کیا۔ انھیں سید اجلّ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ روایت پہنچی کہ ایک دن ہمارے پیر ومرشد خواجۂ بزرگ قدس سرہ نے اپنا سر مبارک نیچے جھکایا اور فرمایا: بل علی راسی وعینی۔ بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر۔ حاضرین کو اس معاملے سے تعجب ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: اس وقت حضرت سید عبد القادر جیلانی نے بغداد میں برسر منبر آکر ارشاد فرمایا ہے” قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ تمام اولیا نے اُن کا پائے مبارک اپنی گردنوں پر لے لیا۔ میں نے بھی عرض کیا: ’’بل علی رأسی و عینی‘‘ گردن کیا؟ میرے سر پر، میری آنکھوں پر۔ یہ علامہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بلاغی روایت ہے۔ اور ایسے امور میں علما وائمہ (خصوصا علماے متاخرین) کے بلاغات مقبول ہوتے ہیں۔ صوفیہ اور بزرگوں کی کتابوں میں ایسے بلاغات بکثرت ہیں۔

بلکہ بلاغات میں تو اسناد کی طرف اشارہ بھی ہوتا ہے، سرے سے جن کی اسناد ہی معلوم نہیں ایسے بھی بکثرت واقعات واقوال صوفیہ وعلما کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ بلکہ خاص طور پر صوفیائے کرام کی کتابوں میں حدیث رسول کے نام سے بکثرت ایسے اقوال ملتے ہیں جن کی اسانید کا کوئی پتہ نہیں۔

اب اُن سب پر محدثین کے اصول منطبق کرتے ہوئے نفی اور انکار پر اتر آنا سراسر لاعلمی اور ناواقفی ہے۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

ادبیات

"ایں حکایت را در اکسیر اکبر شرح کبریت احمر بلفظ "بل علی حدقة عینی" آوردہ۔"

یعنی حضور خواجہ غریب نواز کا یہ واقعہ ''اکسیر اکبر شرح کبریت احمر'' میں بلفظ ''بل علی حدقة عینی'' (بلکہ میری آنکھ کی پتلی پر) منقول ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

''وحُدِّثنا عن أنہار المفاخر عن السید الفاخر محمد گیسو دراز عن المولی نصیر الملة والدین سراج دہلی - رحمہما اللہ تعالی - کہ خواجۂ بزرگ بجرد آ گاہی بامر الٰہی مبادرت نمود و سر خود بر زمین نہاد و گفت: بل علی راسی۔''

یعنی ''انہار المفاخر'' (فی مناقب الشیخ عبد القادر) کے حوالے سے ہم سے بیان کیا گیا کہ سیدِ فاخر محمد گیسو دراز (خواجہ بندہ نواز) روایت فرماتے ہیں شیخ نصیر الدین چراغ دہلی - رَحِمَہُمَا اللّٰہ تعالی - سے کہ خواجۂ بزرگ قدس سرہ نے امر الٰہی سے آ گاہی پاتے ہی سبقت فرمائی اور اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور کہا: بل علی رأسی۔ (بلکہ میرے سر پر)۔

(مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم، شعر نمبر 60، حاشیہ نمبر 29، صفحہ نمبر 72، مطبوعہ: المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ۔ اشاعتِ اول، صفر 1434ھ/ دسمبر 2012ء)

سرکارِ غوثِ اعظم کے اعلی اور دقیق مراتب کبھی کبھی اکابر اولیا پر بھی مخفی رہ جاتے ہیں۔ سرکار غوث اعظم کے ہم عصر ولی حضرت شیخ عبد الرحمن طفسونجی، جو اپنے وقت کے اکابر اولیا میں سے تھے، اُن کا ایک مشہور واقعہ نفحات الانس وغیرہ میں ہے۔ انھوں نے غوثِ اعظم کے اعلی مراتب سے ناواقفی کی بنیاد پر بر سر منبر تمام اولیاے زمانہ پر اپنی بلندیِ درجات کا اعلان فرما دیا۔ حضور غوث اعظم نے اپنے مرید بھیج کر دلیل کے ساتھ انھیں آگاہ فرمایا تو انھوں نے ''صدق الشیخ عبد القادر و وسلطان الوقت'' کہہ کر تصدیق واعتراف فرمایا۔

ناواقفی انکار پر آمادہ کرتی ہے اور علم ومعرفت اعتراف واقرار پر، اہلِ باطن کے نورِ معرفت کے مقابل انکار کی ظلمتیں کبھی آ ہی نہیں سکتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم اکابرِ عارفین اور سردارانِ اولیا کی ایک جماعت دیکھتے ہیں جنھوں نے بحکم الٰہی صادر ہونے والے اس ارشادِ غوثیت کے بعد فوراً نہ صرف تسلیم واعتراف فرمایا بلکہ اپنی مبارک زبانوں سے مزید کلمات بھی ادا فرمائے۔ جن میں سے کچھ کا تذکرہ ہم نے اوپر کی سطروں میں کیا ہے۔

اعلی حضرت قدس سرہ اِس شعر میں اُنھیں سلاطینِ ولایت میں سے سلطانِ اولیا وعارفین، شہنشاہِ ہندوستان، خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ کے واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے بارگاہِ غوثیت میں عرض پرداز ہیں کہ:

جو ہند اور اولیاے ہند کے سلطان وخواجہ ہیں۔ جو فلکِ ہفتم کے سیارۂ زُحل کی رفعت وبلندی رکھنے والے بادشاہ ہیں جب انھوں نے آپ کے قدم ناز کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھنے کی بات کہی ہے تو پھر آپ کی رفعت وبلندی اور شہنشاہی عظمتوں کا عالم کیا ہوگا!!!!!!

رضی اللہ تعالی عنہما وأرضاہما عنا وعن جمیع اہل السنة

تحقیقات

حضور تاج الشریعہ کی تصنیف

اَلْحَقُّ الْمُبِیْن

ایک مطالعہ

مفتی محمد راحت خان رضوی

یہ کتاب شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی عربی تصنیف ہے ''المجمع الرضوی'' بریلی شریف سے شائع ہوئی ہے، سن اشاعت تفصیل طبع میں کہیں بھی درج نہیں ہے۔ یہ کتاب اڑتالیس (۴۸) صفحات پر مشتمل ہے، صفحہ ۵ ۴/ سے صفحہ ۴۸/ تک آپ نے اپنے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ کا مختصر اور جامع تعارف پیش فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے تعلق سے بنیادی معلومات مثلاً سن ولادت، نام ونسب، تعلیم وتربیت، سلسلۂ بیعت وطریقت اور دینی وقلمی خدمات وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے انداز غلامی کو ذکر فرمایا ہے۔ مذکورہ تعارف کے بعد مقام مصنف ومؤلف میں حضور تاج الشریعہ کا نام مبارک ہے اس کے بعد تاریخ ۲۵/رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ درج ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب لگ بھگ ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوئی۔

مذکورہ کتاب حضور تاج الشریعہ نے وہابیوں کی دروغ گوئی اور بہتان تراشی کو بے نقاب کرنے کے لیے تحریر فرمائی ہے کیونکہ وہابیوں کی یہ عادت مذمومہ کوئی نئی نہیں بلکہ ان کے اکابرین دروغ گوئی اور تقیہ میں ماہر تھے، یہاں پر ان کی تقیہ بازی کی ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں:

مجلس میلاد شریف وہابیہ کے یہاں ہر حال میں ممنوع و بدعت ہے، اس کا کرنے والا گناہ گار، حرام کار، بدعتی وبدمذہب ہے بلکہ وہابیہ کے پیشواؤں نے محفل میلاد شریف کو ہندوؤں کا سا سوانگ بتایا، کنہیا کے جنم سے بھی بدتر ٹھہرایا ہے، مگر طمع ولالچ کی وجہ سے ان کے پیشوا وحکیم الامت نے تقیہ ودھوکہ کرکے محفل میلاد شریف میں شرکت کی بلکہ بارہا خود پڑھی۔ جب گنگوہی کو یہ خبر پہونچی کہ تھانوی نے یہ بدعت اختیار کی شرک میں مبتلا ہوا۔ جسے ''براہین قاطعہ'' مصنفہ گنگوہی از نام انبیٹھوی اور ''فتاوی رشیدیہ'' میں ہر حال میں کنہیا کے جنم سے بدتر ٹھہرایا ہے۔ گنگوہی نے تھانوی کو لکھا، تھانوی نے کئی جوابی خط لکھے ہیں ان میں سے ایک ملاحظہ ہو:

''میں (اشرفعلی تھانوی) نے دیکھا وہاں (کانپور میں) بدونِ شرکت ان مجالس (میلاد شریف) کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار سے وہابی کہہ دیا درپے تذلیل وتوہین زبانی وجسمانی کے ہوگئے، اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فیصدی نوے موقع پر عذر کردیا اور دس جگہ شرکت کرلی اور

شرکت بھی اس نظر کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی (تذکرۃ الرشید جلد اول ص:۱۱۸، مطبوعہ ادارۂ اسلامیات لاہور)

سبب تصنیف

متحدہ عرب امارات کا حکومتی ترجمان روزنامہ ''الإتحاد دوبئی'' مشہور اخبار ہے یہ اخبار ''ابوظہبی'' سے عربی زبان میں ۱۹۶۹ء سے شائع ہوتا ہے جس کو (www.alittihad.ae) ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے اور جمعہ کے روز اس اخبار کا ''الھدی'' نام سے ایک خصوصی ضمیمہ شائع ہوتا ہے۔

دیوبندیوں نے مذکورہ مذمومہ روش کو اپناتے ہوئے روزنامہ ''الإتحاد دوبئی'' کے خصوصی ضمیمہ ''الھدیٰ'' میں ایک مضمون رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ کو شائع کیا، جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اور دیگر علمائے اہل سنت و جماعت کے خلاف زہرافشانی کی۔ جس کے متعلق آپ یوں رقم طراز ہیں:

''فقد مرت بنظری کلمۃ مؤلمۃ فی مجلۃ الھدی الصادرۃ من أبو ظبی ملأی بأکاذیب و افتراء ات علیٰ أھل السنۃ و امام أھل السنۃ مولانا أحمد رضا خان قدس سرہ و لا شک أن کل ھذہ الأکاذیب انما تلقہ المجلۃ من أناس من الھند ھمتھم الافتراء علیٰ اھل السنۃ والجماعۃ و علمائھا لاسیما امام أھل الاسلام شیخ المسلمین العلامۃ أحمد رضا خان اکرم اللہ مثواہ فی دارالمقامۃ۔'' (اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ ص:۳)

ترجمہ: ابوظہبی سے نکلنے والے ''الہدیٰ'' نامی میگزین کا تکلیف رساں مضمون میری نظر سے گزرا، جو اہل سنت و جماعت اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا قدس سرہ پر اکاذیب و اتہامات سے بھرا ہوا ہے۔ یقینا میگزین نے یہ سارے اکاذیب چند ایسے ہندوستانی افراد سے حاصل کیے ہیں جن کا مقصد اہل سنت و جماعت اور علمائے اہل سنت خصوصاً امام اہل اسلام، شیخ المسلمین، علامہ احمد رضا خان (اکرم اللہ مثواہ فی دارالمقامۃ) پر بہتان تراشی کرنا ہے۔

اس مضمون کے اندر (ہم) اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے کی کتنی گندی وگھنونی، رذیل وجھوٹی اور ناکام وانہونی کوشش کی گئی اس کا اندازہ اس اخبار کی عبارت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

'' ظھرت فی البلاد بدعۃ جدیدۃ من بدع الطوائف الخارجۃ عن الاسلام والمسلمین وھی البریلویۃ۔'' (ایضاً)۔

ترجمہ: ملک میں بریلویت نامی ایک نیا بدعتی فرقہ ظاہر ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے مذکورہ تحریر کے جواب میں یہ مضمون لکھنے کے بعد اس کو روزنامہ ''الإتحاد'' کے ایڈیٹر و مالکان کو بھیجا۔ جو آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر میں فل اسکیپ ۲۸ر صفحات پر مشتمل ہے اس کے آخر میں قاضی عبدالرحیم بستوی قدس سرہ کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ الحمد

للہ! اس تحریر کا عکس بھی راقم السطور کے پاس بھی موجود ہے۔

تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کی نسبت ’’بریلوی‘‘ یہ ہندوستانی دیوبندیوں کے مقابلہ میں ہے، جن لوگوں نے ہم پر اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہونے کا دعوی کیا ہے حقیقت میں وہی اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس (اسلام و مسلمین سے خارج ہونے کی) تہمت سے بری ہیں بریلویت کوئی نیا دین یا نئی جماعت نہیں بلکہ یہ جماعت اہل سنت ہی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی نے دین متین کی نشرواشاعت اور بدعات ومنکرات، گمراہوں وبدمذہبوں خصوصاً دیوبندیوں اور قادیانیوں کا ردبلیغ فرمایا۔ قادیانیت کے رد پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مدلل و مبرہن مندرجہ ذیل رسائل ہیں:

(۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب
(۲) قهر الديان على مرتد قاديان (۳) الجراز الدیانی
(۴) الصارم الربانی علی إسراف القادیانی (۵) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جن باطل وبدعتی فرقوں کا رد فرمایا انہوں نے آپ پر بہتان تراشیاں کیں خاص کر دیوبندیوں نے نئی جماعت ہونے کا الزام لگایا اور اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات رکھنے والے لوگوں کو شہر بریلی کی جانب منسوب کر کے بریلوی کہنا شروع کر دیا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ماضی قریب میں کچھ لوگوں نے یہ ناکام کوشش کی کہ اہل سنت وجماعت کو ’’بریلوی‘‘ کہنا درست نہیں ہے اور درج ذیل عبارت سے استدلال کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا بھی یہی موقف ہونا ظاہر کیا۔ لہٰذا اس مقام پر عبارت کا خلاصہ اور اوران کے شبہات کا ازالہ ضروری ہے، ’’الحق المبین‘‘ کی عبارت یوں ہے:

’’زعم قائل هذه الكلمة مانصه:

ظهرت فی البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمين وهی البريلوية۔

ورد أعليه نقول:

نسبتنا أهل السنة والجماعة الىٰ ’’البريلوية‘‘ ديدن الديوبندية من اهل الهند، والذی اتهمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمين هم أحق به وأجدر، وهٰذه التهمة بهم ألصق، ونحن بحمد الله عن هٰذه التهمة براء، ولا ندين ’’البريلوية‘‘ ولا ملة جديدة غيرها، انما ندين الملة السمحاء البيضاء التی ليلها كنهارها، ولم نزل من اهل السنة، وفی اهل السنة، ومع اهل السنة عن بكرة ابينا، والله علىٰ مانقول وكيل۔‘‘ (ایضاً)۔

ترجمہ: مقالہ نگار نے لکھا ہے:

ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔

میں (حضور تاج الشریعہ) اس کے جواب میں کہتا ہوں:

ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے، اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے اور نہ کوئی دوسری نئی ملت، ہمارا دین وہ آسان روشن ملت ہے جس کی شب (روشنی میں) دن کی طرح، ہم اپنے آبا و اجداد سے اہل سنت سے ہیں، اہل سنت میں ہیں اور اہل سنت کے ساتھ ہیں اور ہماری اس بات پر اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے۔

(۱) جو لوگ بریلوی کہنے سے منع کرتے ہیں ان کی مستدل عبارت کے پہلے اقتباس کا جائزہ: ''**زعم قائل هذه الكلمة مانصه:**

ظهرت في البلاد بدعة جديدة من بدع الطوائف الخارجة عن الاسلام والمسلمين وهي البريلوية. (مقالہ نگار نے لکھا ہے:

ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔)

جو لوگ بریلوی کہنے کو منع کرتے ہیں ان میں سے بعض لوگ استدلال میں اس عبارت کو پیش کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ نے الحق المبین میں لکھا کہ:

''ملک میں بریلویت نامی ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں سے خارج بدعتی فرقوں سے ہے۔''

مذکورہ عبارت کو حضور تاج الشریعہ کی جانب منسوب کرنا تقیہ و دھوکہ اور الزامات و تہمت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، یہ عبارت دیوبندیوں کی ہے حضور تاج الشریعہ نے ''الهدی'' میگزین سے رد کرنے کے لیے نقل فرمائی ہے اور اس کا تفصیلاً رد بھی فرمایا ہے جو اسی اقتباس کے بعد یوں مذکور ہے:

ورداً عليه نقول:

نسبتنا أهل السنة والجماعة الیٰ ''البريلوية'' ديدن الديوبندية من اهل الهند، والذی اتهمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمين هم أحق به وأجدر، وهٰذه التهمة بهم ألصق، ونحن بحمد الله عن هٰذه التهمة براء، ولا ندين ''البريلوی۔'' (میں اس کے جواب میں کہتا ہوں:

ہم اہل سنت و جماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے، اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت و جماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت

سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے۔)

لہٰذا مذکورہ اقتباس سے بریلوی نہ کہنے پر استدلال کرنا، پھر اسی کو حضور تاج الشریعہ کی جانب منسوب کرنا سفاہت بے وقوفی اور جہالت و نادانی کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔

(۲) مخالفین کے متدل دوسرے اقتباس کا جائزہ:

''نسبتنا أهل السنة والجماعة الیٰ "البریلویة" دیدن الدیوبندیة من اهل الهند۔" (ہم اہل سنت وجماعت کو بریلویت کی جانب منسوب کرنا دیوبندیوں کا کام ہے۔)

مذکورہ عبارت سے یہ تو واضح ہوتا ہے کہ اہل سنت وجماعت کو بریلوی کہنا یہ دیوبندیوں کا طریقِ کار ہے یعنی دیوبندی سنیوں کو ''بریلوی'' کہتے ہیں لیکن سنیوں نے اپنی نسبت کو امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مبارک شہر کی جانب کبھی بھی معیوب مبغوض نہیں سمجھا بلکہ اس پر اور خوش ہوئے، فخر محسوس کیا، اپنے آپ کو بریلوی کہلانا خوب پسند کیا بلکہ دیوبندیوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو خود بھی ''بریلوی'' ہی کہا اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ اگر عوام وخواص میں سے کوئی بھی سنی اور غیر سنی کے درمیان امتیاز کے لیے سوال کرنا چاہتا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ بریلوی ہے یا نہیں اگر کوئی اپنے آپ کو صرف سنی کہے تو ذہن میں یہ سوال ہوتا ہے کہ دیوبندی بھی اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں تو مجبوراً یہ سوال کرنا پڑتا ہے کہ دیوبندی ہو یا بریلوی جب بریلوی کہہ دے تب دل مطمئن ہوجاتا ہے کہ یہ جملہ معمولات اہل سنت کو ماننے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صلاۃ وسلام، قیام وفاتحہ کرتے دیکھا تو غیروں نے کہا بریلوی ہے، اختیار مصطفی، علم غیب مصطفی، نورانیت مصطفی وغیرہ کے قائل مسلمان کو جب غیروں نے دیکھا تب کہا یہ بریلوی ہے گویا کہ لفظ بریلوی اہل سنت وجماعت کے لیے علم ونام ہوگیا اسی کو حضور تاج الشریعہ نے یوں بیان کیا ہے:

''فصار البریلویة علماً و لقباً علیٰ اهل السنة والجماعة"۔(الحق المبین ص:۴) یہاں تک کہ لفظ ''بریلوی'' اہلسنت وجماعت کے لئے پہچان وعلم بن گیا۔لہٰذا اس اقتباس سے بھی مخالفین کا استدلال درست نہیں ہے۔

(۳) والذی اتهمونا من الخروج عن الاسلام والمسلمین هم أحق به وأجدر, وهٰذه التهمة بهم ألصق, ونحن بحمد الله عن هٰذه التهمة براء, ولا ندین "البریلویة"۔'' (اور اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی جو تہمت انہوں (دیوبندی وغیرہ) نے ہم (اہل سنت وجماعت) پر لگائی ہے اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کے اصل مستحق وہ (دیوبندی) خود ہیں، نیز یہ (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت انھیں (دیوبندیوں) پر خوب چسپاں ہے۔ ہم بحمد اللہ! اس (اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے) کی تہمت سے بری ہیں، نہ ہمارا دین (اس قسم کی اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے والی) بریلویت ہے۔)

بعض لوگوں نے ''ولا ندین "البریلویة" سے بریلوی نہ کہنے پر استدلال کیا ہے حالاں کہ حضور تاج الشریعہ نے یہاں پر

اس طرح کا بریلوی ہونے کا انکار کیا ہے کہ جو صورت وہابیوں نے مسخ کر کے پیش کی اور مسخ شدہ صورت کو بریلویت کا نام دیا تو آپ نے اسی کے رد میں فرمایا کہ اگر تم اس مسخ شدہ صورت کو بریلویت کا نام دیتے ہو تو ہمارا دین ایسی بریلویت نہیں ہے جو کہ اسلام اور جماعت مسلمین سے خارج ہو۔

لہٰذا اس اقتباس سے بھی استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

مذکورہ تمہیدی گفتگو فرمانے کے بعد دیوبندیوں کی جانب سے لگائے گئے الزامات کا جواب دینے سے پہلے قاسم نانوتوی کی تحذیرالناس، رشید احمد بنام خلیل احمد کی براہین قاطعہ، اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان اوراشرف السوانح ان چار کتابوں سے ان کی چار کفریہ اور گمراہ کن عبارتوں کو ذکر کرنے کے بعد ان عبارتوں کی قباحت وشناعت سے آگاہ فرما کر دیوبندیوں کی حقیقت کو آشکارا کیا ہے، اور یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ دیوبندیوں کو ان کے عقائد کفریہ خبیثہ کی وجہ سے علمائے حرمین شریفین اوراعلیٰ حضرت کے ہم عصر دیگر علمائے کرام جب ان کے گمراہ کن عقائد پر مطلع ہوئے تو انہوں نے ان کے کفر بلکہ جو مطلع ہونے کے بعد ان کے کفر وعذاب میں شک کرے اس کے بھی کفر کا فتوی دیا ہے۔ان تمام اکابر علمائے کرام کے فتاوی کے مجموعہ کو ''حسام الحرمین''میں جمع کیا گیا ہے۔جن اکابر علمائے کرام نے دیوبندیوں کے کفر کا فتوی دیا ہے انہیں میں سے مفتی مدینہ منورہ شیخ سید احمد آفندی برزنجی قدس سرہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''غایۃ المامول'' میں بیان کیا ہے اس کو یہاں اختصار کے ساتھ مفہوماً ذکر کیا جاتا ہے:

''ہندوستانی علمائے کرام میں سے ایک صاحب آئے جن کو احمد رضا خان کہا جاتا ہے جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہندوستان میں کچھ کافر وگمراہ فرقے ہیں مثلاً غلام احمد قادیانی یہ مماثلت مسیح، وحی ونبوت کا قائل ہے۔انہیں فرقوں میں سے امیریہ، نذیریہ اورفرقۂ قاسمیہ ہے جن کا دعوی یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی نبی فرض کیا جائے یا اس کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو تو اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔انہیں فرقوں میں سے فرقۂ وہابیہ کذابیہ اس فرقے سے متعلق رشید احمد گنگوہی کے متبعین ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا کہنے والے کی تکفیر نہیں کرتا، اسی نے شیطان کے لئے وسعت علم کو ثابت ہونے کا دعوی کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی نفی کی ہے۔اشرفعلی تھانوی بھی انہیں میں سے ہے جس نے کہا ہے:اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر علم غیب کا اطلاق درست ہو تو سائل سے سوال یہ ہے کہ اس سے بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یا کل؟ اگر بعض مراد ہوں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے۔انہوں (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) نے ایک رسالہ''**المعتمد المستند**''ان کے رد پر لکھا ہے اس کے خلاصہ کو مجھے دکھایا کہ جس کے اندر ان کے کفریہ اقوال کے ساتھ ان کا مختصر رد تھا، مجھ سے اس پر تقریظ وتصدیق مانگی تو میں نے ان کے لئے تقریظ وتصدیق لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر یہ مقالات شنیعہ ان سے ثابت ہوں تو وہ کافر وگمراہ

ہیں کیونکہ یہ تمام اقوال خارق اجماع امت ہیں اور اسی کے ضمن میں ہم نے بعض دلائل کو بھی ان کے اقوال کے رد میں ذکر کیا ہے۔

ان تمام باتوں کی وضاحت فرمانے کے بعد حضور تاج الشریعہ رسالہ ''الھدی'' کا رد فرمایا ہے ان کی تردید میں آپ نے اپنے معتقدات کی وضاحت اس انداز سے کی ہے کہ پہلے دیوبندیوں کے ہم (اہل سنت وجماعت) پر لگائے گئے بہتان والزام کو بیان کیا ہے پھر اس کے خلاف اپنے عقیدہ کو اہل سنت اور جماعت مسلمین کے موافق اپنی کتب خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کی تحریرات سے ثابت فرمایا ہے جس کی تائید میں آپ نے اکابر علمائے اہل سنت کے افکار ونظریات سے استدلال کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہمارے معتقدات کو دیوبندیوں نے کفر وشرک ہونے کا الزام دیا ہے حالانکہ ایسے افکار و نظریات خود ان کے اکابر و بزرگ اور پیشوا بھی رکھتے ہیں جن پر یہ حکم کفر و شرک نہیں لگاتے۔ چونکہ یہ رد عربی زبان میں ہے اور خصوصیت سے عرب والوں پر ہی دیوبندیوں کے مکروفریب کو واضح کرنے کے لیے آپ نے اس کو تصنیف فرمایا ہے اس وجہ سے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جہاں پر ان کے مسلم پیشواؤں کی عبارتوں کا ذکر کیا ہے تو عربی کتابوں سے ہی استدلال کیا ہے تاکہ ان کی عربی عبارات شنیعہ کے ذریعہ ان کی حقیقت اہل عرب پر خوب روشن ہو جائے۔ اب اس حوالے سے بھی کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں کہ جس میں ان کے الزام و بہتان، کذب وافترا کی وضاحت کہ ساتھ ان کا رد کیا گیا ہے، چند مثالیں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہوں:

پہلا بہتان

دیوبندیوں کی جانب سے ہم پر یہ الزام لگایا گیا کہ ہم معاذ اللہ! یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں''۔

جواب ورد

تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کہہ ہی نہیں سکتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں۔ { مَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ}(النور ۱۵/۲۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اور تمام علمائے اہل سنت میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بشر ہونے کا منکر نہیں ہے اور ہم ان کی اقتدا و پیروی کرتے ہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں، لیکن ہماری طرح بشر نہیں ہیں بلکہ وہ خیر بشر ہیں ساری مخلوق سے افضل ہیں اور ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں جو سرے سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر ہو۔

ہمارے امام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاوی میں اسی کی تصریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو:

''جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں وہ قطعا کافر ہے، اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:{قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا}(الاسراء ۱۷/۹۳) اور جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے، حقیقت باطنی

بشریت سے ارفع واعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ششم ص:۶۷)

اور کنز الایمان میں {قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ}الآیة(الکھف ۱۱۰/۱۸) کے تحت آپ نے فرمایا ''تم فرمادو ظاہری صورت بشری میں تم جیسا ہوں''۔(کنز الایمان) دیوبندیوں نے استدلال میں اس کو پیش کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی کی ہے۔حالاں کہ مذکورہ عبارت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشریت کی نفی نہیں ہے بلکہ اس سے تو اس مثلیت کی نفی ہوتی ہے کہ جس سے غیر نبی کا نبی سے برابر ہونے کا وہم ہو،تو آپ کے ترجمہ سے اس بات کا افادہ ہوتا ہے کہ وہ ظاہراً ہماری طرح بشر ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہم سے ممتاز ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے دیوبندیوں پر ایرادات قائم فرمائے ہیں کہ اگر انبیائے کرام کو ہماری طرح بشر نہ کہنے کی وجہ سے معاذ اللہ! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو کافر کہا جائے تو دیوبندیوں کی جماعت ایسے نظریات کے حامل دیگر لوگوں کو بھی کافر کہے گی؟ آپ کی طرف سے قائم کردہ ایرادات اختصار کے ساتھ پیش ہیں:

''ولئن کان ھذا القول کفراً فھل یجتری اولئک الطائفة أن یکفروا القاضی العلامة الامام عیاض المالکی القائل فی الشفا عن الأنبیاء علیھم الصلاة و السلام۔ اگر اس (مذکورہ) قول کو کفر کہا جائے تو کیا یہ (دیوبندیوں کی) جماعت اس بات کی ہمت رکھتی ہے کہ حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی (قدس سرہ) کو کافر کہے کہ جنھوں نے شفا شریف میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو یہ کہا ہے:

''انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنے ظواہر واجسام اور اپنی ساخت کے ساتھ ان اوصاف بشریت سے متصف ہیں اور جو انسانوں پر بیماری اور موت وغیرہ عارض ہوتی ظاہرا انبیائے کرام کو بھی عارض ہوتی ہے لیکن ان کا باطن بشری اوصاف سے اعلیٰ اور ملأ اعلیٰ سے متعلق ہے اور تغییر وآفات سے محفوظ رہنے میں ملائکہ کی صفات کے مشابہ ہے،غالب یہی رہتا ہے کہ نہ تو ان کو عجز بشریت لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی وصف ضعف انسانیت سے متصف ہوتے ہیں۔تو انبیائے کرام اجسام وظاہر کے اعتبار سے بشر کے ساتھ ہیں اور باطن وارواح کے اعتبار سے ملائکہ کے ساتھ ہیں۔

دوسرا ایراد یوں فرماتے ہیں''أم یتجاسرون علیٰ أن یرموا بالکفر العلامة مولانا الشھاب أحمد الخفاجی المصری القائل فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض'' کیا علامہ مولانا حضرت امام شہاب احمد خفاجی مصری (قدس سرہ) کو بھی یہ (دیوبندی) کافر کہہ پائیں گے کہ جنھوں نے ''نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض'' میں فرمایا جس کا حاصل یہ ہے:

''بیشک انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے باطن اور ان کی روحانی قوت ملکوتی ہے،اسی وجہ سے وہ زمین کے مشرق ومغرب کو دیکھتے ہیں،آسمان کی باتوں کو سنتے ہیں،جب حضرت جبریل علیٰ نبینا و علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نزول کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کو خوشبو سے پہچان لیتے ہیں جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کرلیا اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے۔

شفا شریف سے ہی اس حدیث ''تنام عینی ولا ینام قلبی'' کو ذکر کرکے آپ نے یوں استدلال فرمایا ہے ''**وھذا دلیل علیٰ ان ظاھرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشری وباطنہ ملکی الخ**'' اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظاہر بشری ہے اور باطن ملکوتی ہے۔

دیوبندیوں پر ایراد قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا دیوبندی تمام مسلمانوں کی تکفیر سے خوش ہوں گے؟ کیوں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیائے کرام اپنے ظاہر کے ساتھ بشر ہیں اور باعتبار باطن جنس بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ امام ہمام قاضی عیاض اور امام شہاب الدین قدس سرہما کے اقوال گزرے۔ آپ نے اپنے مذہب کو اجماع امت سے بھی ثابت فرمایا ہے۔

دیوبندیوں کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے انبیائے کرام کی توہین کرتے ہوئے کہا ہے ''انبیائے کرام بشر اور عاجز بندے ہیں''۔ اسی سے دیوبندیوں نے دل میں یہ راسخ کرلیا کہ اس آیت میں عام لوگوں سے مطلقاً مماثلت ہے صرف ظاہر کے اعتبار سے ہی نہیں۔ حالانکہ ان کے پیشوا کے اس قول سے انبیائے کرام کی شان میں توہین وتنقیص ہوتی ہے اور یہ پہلے کے کافروں کی کہی ہوئی بات ہے جس کو قرآن نے حکایت کے طور پر یوں بیان کیا ہے:

{قَالُوٓا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا} (ابراھیم ۱۰/ ۱۴)

اس کے بعد دہلوی کے مذکورہ قول کی قباحت وشناعت کو مدلل وجامع انداز میں بیان فرمائی ہے۔ (باقی آئندہ ـــــ)

حضرت علامہ سلمان فریدی مسقط عمان

دل ہو گیا گناہوں سے پتھر مرے کریم
کر دے اسے سنوار کے گوہر مرے کریم

کردار جگمگائے، عمل کے جمال سے
دے مجھ کو پارسائی کے جوہر مرے کریم

بس تیری ہی رضا کے لئے ہر قدم اٹھے
ایسا خلوص ہو مرے اندر مرے کریم

اپنی گناہ گاری کا اقرار ہے مجھے
خم ہے ندامتوں سے مرا سر مرے کریم

رنجیدہ و شکستہ و شرمندہ ہے جگر
میرے شرر کو، کر دے گل تر مرے کریم

افسوس، نفس بد نے کیا ہے خراب حال
حاضر ہے یہ خطاؤں کا پیکر مرے کریم

لا ریب، مہربانی کے قابل نہیں ہوں میں
کر رحم، بہر شافع محشر مرے کریم

دو چار قطرے، ابر نوازش کے ڈال دے
پائے سکون، حالت مضطر مرے کریم

محروم رہ گیا تو کہاں جاؤں گا بھلا
تیرے سوا نہیں ہے کوئی در مرے کریم

اسلاف کی ڈگر پہ مسلمان سب چلیں
شان و وقار پھر ہو میسر مرے کریم

اخلاص میں فریدیؔ کو فرد فرید کر
ٹوٹے، ریا و کبر کی گاگر مرے کریم

نشریات

امین شریعت نمبر: میری نظر میں

کتاب: امین شریعت نمبر

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری

صفحات: 704

قیمت: 500روپے

ناشر: امین شریعت اکیڈمی بریلی شریف

مبصر: شفیق رائے پوری، جگدل پور چھتیس گڑھ

زیر تبصرہ کتاب جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے ''امین شریعت نمبر'' حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر نثری مضامین اور منظوم خراج عقیدت کا مجموعہ ہے۔

سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کا ''امین شریعت نمبر'' جیسے ہی ہمدست ہوا طبیعت ایسی مسرت بے کراں سے ہمکنار ہوئی جسے احاطۂ الفاظ میں لانا میرے لئے ممکن نہیں۔ بہترین کاغذ دیدہ زیب سرورق جس پر اوپر کی طرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا روضہ مبارک اس کے نیچے حضور امین شریعت کے روضۂ مبارک کا حسین گنبد اور سنہرے حرفوں سے لکھا ہوا ''امین شریعت نمبر'' آنکھوں کو سکون بخش ایسی خوشی دے گیا قلم جس کا احاطہ نہیں کرسکتا، مدیر اعلیٰ مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری نے خصوصی نمبر کو اس طرح پیش کیا ہے کہ عہد ماضی میں اس کی کہیں مثال نظر نہیں آتی۔

حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند شیخ المحدثین فخر ازہر مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ کو امین شریعت نمبر کا انتساب حاصل ہے، کتاب موصوف کے نام منسوب کی گئی ہے۔ اس خاص نمبر کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں جہاں معروف علمائے کرام کے پر مغز مضامین کی شمولیت ہے وہیں ادبا و شعرا کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ سرورق کے اندرونی حصے میں شیر کالپی حضرت سید غیاث الدین قادری ترمذی ضیائی سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف نے امین شریعت نمبر کے منظر عام پر آنے پر اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے مولانا اشرف رضا کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازنے کی بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ ادیب شہیر حضرت علامہ و مولانا محمد ملک الظفر صاحب اکمل سہسرامی نے اس شعر کے ساتھ

واللہ یہ چہرے پہ تقدس کی لکیریں
کہتی ہے صداقت کہ کوئی مرد خدا ہے

حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے دعائیہ کلمات سے نوازا ہے۔سرورق کی پشت پر شہزادۂ امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب قبلہ دام ظلہ نے اپنے والد بزرگوار کے تعلق سے اپنے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا ہے۔حضور تاج الشریعہ کے دعائیہ کلمات کے ساتھ ہی ساتھ سہ ماہی امین شریعت پر راقم الحروف کے منظوم تاثرات سے کتاب کی ابتدا کی گئی ہے جس کے لئے راقم الحروف سراپا سپاس ہے۔

امین شریعت نمبر حسب ذیل پندرہ ابواب پر مشتمل ہے: پہلا باب: حمد و نعت، دوسرا باب : اپنی بات، تیسرا باب: تاثرات، چوتھا باب: سوانحات، پانچواں باب: رضویات، چھٹواں باب: تاریخیات، ساتواں باب: خصوصیات، اٹھواں باب: تزکیات، نواں باب: خدمات، دسواں باب: اخلاقیات، گیارھواں باب: ادبیات، بارھواں باب: ملفوظات، تیرھواں باب: کرامات، چودھواں باب: منظومات ر اخباریات، پندرھواں باب: انگریزی ہندی مقالات۔

پہلا باب حمد و نعت پر مشتمل ہے جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مشہور زمانہ حمدیہ ونعتیہ کلام سے مزین ہے۔باب دوم میں اپنی بات عنوان کے تحت مدیر اعلیٰ مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری کا پر مغز اداریہ ہے۔باب سوم میں اکیاون متبحر علما و ادبا نے حضور امین شریعت پر اپنے تاثرات گلہائے عقیدت کی شکل میں پیش کئے ہیں جو مبنی بر حقیقت ہیں جنہیں پڑھنے سے کہیں بھی ایسا نہیں لگتا کہ مضمون نگاروں نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہو۔ باب چہارم میں سوانحات عنوان کے تحت حضور امین شریعت کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس طرح باقی ابواب میں بھی علمائے کرام و ادبا کے قلم کی ضیا باریاں نظر آتی ہیں ۔حضور امین شریعت کی دینی خدمات اور ان کے مذہبی کارناموں کا احاطہ جس طرح ادبا و علما نے کیا ہے وہ قابل تحسین ہے اور یوں لگتا ہے جیسے نثری مضامین اور منظوم کلام کی ایک حسین کہکشاں سجا دی گئی ہو۔سبھی مضمون نگاروں نے آپ کے فضائل وکمالات کا اعتراف کیا ہے۔

سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کا ''امین شریعت نمبر'' حضرت مولانا اشرف رضا خاں قادری کا ایک عظیم دستاویزی کارنامہ ہے۔ یہ نمبر نہ صرف دستاویزی اہمیت بلکہ تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ ترتیب و تزئین ہر اعتبار سے معیاری اور قابل تحسین ہے۔ جو مضامین شامل ہیں وہ معلوماتی ہیں اور افادیت کے اعتبار سے خاصی اہمیت کے حامل ہیں۔ حضور امین شریعت پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے یہ نمبر رہنما و کار آمد ثابت ہوگا۔

اس تاریخ ساز اور بیش قیمت تالیف کے لئے میں مولانا اشرف رضا خاں صاحب کو دل کی عمیق گہرائیوں سے ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے حضور امین شریعت سے ان کی عقیدت ومحبت کو سلام کرتا ہوں۔